پہلا باب

صحیح کا بیان

سوال: صرفیوں کی اصطلاح میں صحیح کسے کہتے ہیں؟
جواب: صرفیوں کے نزدیک صحیح سے وہ لفظ مراد ہے جس کے فاء عین اور لام کے مقابلے میں حروف علت، ایک جنس کے دو حرف اور ہمزہ نہ ہو جیسے ''الضَّرْبُ''۔

اعتراض

وزن کے لیے فاء عین اور ''لام'' کا انتخاب کیوں کیا گیا۔

جواب

مقصود یہ تھا کہ وزن کرنے کے لیے شفوی (ہونٹوں سے نکلنے والے) وسطی (منہ کے درمیان سے نکلنے والے) اور حلقی (حلق سے نکلنے والے) حروف میں سے ایک ایک حرف ہو چنانچہ شفوی حروف میں سے ''فاء'' وسطی حروف میں سے ''لام'' اور حلقی حروف میں سے ''عین'' کو چنا گیا۔

سوال: اشتقاق میں اصل مصدر ہے یا فعل؟
جواب: بصریوں کے نزدیک اشتقاق میں مصدر اصل ہے جبکہ کوفیوں کے نزدیک فعل اصل ہے۔
سوال: بصریوں کے دلائل تفصیلاً بیان کریں؟
جواب: اس سلسلے میں بصریوں نے تین دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اشتقاق میں مصدر اصل ہے۔
(ا) مصدر کا مفہوم واحد ہے یعنی کسی چیز کو پیدا کرنا جبکہ فعل کے مفہوم میں کثرت ہے یعنی وہ حدث (کسی چیز کے پیدا ہونے) کے ساتھ ساتھ زمانے پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ واحد، متعدد سے پہلے ہوتا ہے لہٰذا مصدر پہلے ہوگا اور جب وہ فعل کے اشتقاق کے لیے اصل قرار پائے گا تو اس کے متعلقات کے لیے بھی اصل ہوگا۔

(۲) مصدر اسم ہے اور اسم فعل سے بے نیاز ہوتا ہے جبکہ فعل کے لیے اسم ضروری ہے چونکہ محتاج الیہ پہلے اور محتاج بعد میں ہوتا ہے لہٰذا فعل مشتق ہوگا کیونکہ مشتق، مشتق منہ کا محتاج ہوتا ہے۔

(۳) مصدر کا معنیٰ بھی اس کے اصل ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مصدر نکلنے کی جگہ کو کہتے ہیں اور تمام مشتقات اس سے نکلتے ہیں۔

سوال: کوفیوں کو دلائل تفصیل کے ساتھ لکھیں؟

جواب: کوفیوں نے بھی اپنے مذہب پر تین دلائل پیش کیے ہیں۔

(۱) مصدر میں تعلیل اور عدمِ تعلیل کا دارومدار فعل میں تعلیل اور عدمِ تعلیل پر ہے۔ مثلاً پہلے فعل میں تعلیل کے ذریعے یَوْعِدُ کو یَعِدُ بنایا پھر اس کی مناسبت سے مصدر وِعْدٌ کو عِدَةٌ، بنایا گیا۔

اور چونکہ یَوْجَلُ میں واو حذف نہیں ہوتی لہٰذا وَجْلًا (مصدر) میں بھی حذف نہیں ہوئی پس تعلیل وعدم تعلیل میں فعل کا مدار ہونا اس کے اصل ہونے کی دلیل ہے۔

(۲) فعل کی تاکید کے لیے مصدر لایا جاتا ہے مثلاً ضَرَبْتُ ضَرْبًا، میں "ضَرباً ضَرَبْتُ" کے قائم مقام ہے۔ اور موکَّد (جس کی تاکید لائی گئی ہو) موکِّد (جس کے ذریعے تاکید کی گئی ہو) کا اصل ہوتا ہے لہٰذا فعل اصل ہے۔

(۳) مصدر یہاں "مصدور" نکلا ہوا کے معنیٰ میں ہے یعنی یہ فعل سے نکلا ہوا ہے لہٰذا فعل اصل ہے، مصدر کا مصدر کے معنیٰ میں ہونا اسی طرح ہے جیسے "مَشْرَبٌ، عَذْبٌ"، "مَشْرُوْبٌ، عَذْبٌ" (میٹھا مشروب) اور مَرْکَبٌ، فَارِهٌ، اور مَرْکُوبٌ فارِهٌ (تیز سواری) کے معنیٰ میں آتا ہے۔

سوال: مصنف کے نزدیک کس مذہب کو ترجیح حاصل ہے اور اس کے اظہار کے لیے انہوں نے کونسا طریقہ اختیار کیا ہے۔

جواب: مصنف کے نزدیک بصریوں کا مذہب درست ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ان کی طرف سے کوفیوں کے دلائل کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مصدر سے کسی حرف کو اس لیے حذف نہیں کیا جاتا کہ وہ فعل میں حذف ہوا ہے بلکہ ہم شکل ہونے کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے مثلاً ''تَعِدُ'' کی واو اس لیے حذف کی گئی کہ وہ یَعِدُ میں حذف ہوتی ہے اور تُکْرِمُ کا ہمزہ اس لیے حذف کیا گیا کے اُکْرِمُ میں ہمزہ حذف کیا گیا حالانکہ یہ دونوں فعل ہیں اور ان میں سے کسی ایک کا بھی دوسرے پر دارومدار نہیں ہے۔

جہاں تک تاکید کا تعلق ہے تو اس سے اشتقاق میں فعل کا اصل ہونا ثابت نہیں ہوتا مثلاً جَرَ زَیْدُ' زَیْدُ' میں ایک لفظ زید موکد اور دوسرا موکِدّ ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی دوسرے کا اصل نہیں۔

کوفیوں نے مصدر کو مصدد د کے معنیٰ میں لے کر اس کے لیے فعل کو اصل قرار دیا ہے اور اس کے لیے مشرب بمعنی مشروب وغیرہ کی مثال دی ہے تو یہ مجاز عقلی کی مثال ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ "جَرىَ النَّهر (نہر جاری ہوئی) حالانکہ پانی جاری ہوتا ہے تو پانی کے نہر کے ساتھ اتصال کی وجہ سے جریان کی نسبت نہر کی طرف کر دی گئی۔ اسی طرح یہاں بھی مشروب کی بجائے مشرب اور مرکوب کی جگہ مرکب استعمال کیا گیا یہ مطلب نہیں کہ یہ دونوں اسم مفعول کے معنیٰ ہیں۔

سوال: اشتقاق کی تعریف کریں اور ان کی اقسام بتائیں؟

جواب: جب دو لفظوں میں لفظ اور معنیٰ کے اعتبار سے مناسبت پائی جائے۔ تو اسے اشتقاق کہتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک لفظ مشتق اور دوسرا مشتق منہ کہلاتا ہے۔

اشتقاق کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اشتقاق صغیر (۲) اشتقاق کبیر (۳) اشتقاق اکبر

اشتقاق صغیر:

جب مشتق اور مشتق منہ میں حروف اور ترتیب دونوں کے اعتبار سے تناسب پایا جائے تو وہ اشتقاق صغیر کہلاتا ہے جیسے ضَرْبٌ سے ضَرَبَ مشتق ہے۔

اشتقاق کبیر:

جب مشتق اور مشتق منہ کے درمیان حروف کی مناسبت ہو لیکن ترتیبی تناسب نہ ہو تو وہ اشتقاق کبیر کہلاتا ہے۔ جیسے جَذْبٌ سے جَبَذَ۔

اشتقاق اکبر:

جب مشتق اور مشتق منہ کے درمیان حروف اور ترتیب دونوں کی مناسبت نہ ہو البتہ مخرج کے اعتبار سے تناسب ہو تو وہ اشتقاق اکبر کہلاتا ہے جیسا نَهْقٌ سے نَعَقَ یہاں الفاظ مختلف ہیں لیکن مخارج کے اعتبار سے موافقت ہے۔

نوٹ: صرفیوں کے ہاں اشتقاق سے اشتقاق صغیر مراد لیا جاتا ہے۔

سوال: ثلاثی مجرد کے مصدر کتنے اوزان پر آتے ہیں تفصیلاً لکھیں؟

جواب: امام سیبویہ کے نزدیک کے ثلاثی مجرد کے مصدر کے لیے بتیس (۳۲) اوزان آتے ہیں جو نقشہ سے واضح ہوتے ہیں۔

(نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

نقشہ ثلاثی مجرد

وزن	مثال	معنی	وزن	مثال	معنی
فَعلٌ	قَتلٌ	قتل کرنا	فَعَلَۃٌ	غَلَبَۃٌ	غالب آنا
فِعلٌ	فِسقٌ	نافرمانی کرنا	فَعِلَۃٌ	سَرِقَۃٌ	چوری کرنا
فُعلٌ	شُغلٌ	کسی کام میں مصروف ہونا	فَعَالٌ	ذَھَابٌ	جانا
فَعلَۃٌ	رَحمَۃٌ	مہربانی کرنا	فِعَالٌ	صِرَافٌ	پھیرنا
فِعلَۃٌ	نِشدَۃٌ	گمشدہ کو تلاش کرنا	مَفعَلٌ	مَدخَلٌ	اندر آنا
فُعلَۃٌ	کُدرَۃٌ	گدلا ہونا	مَفعِلٌ	مَرجِعٌ	واپس کرنا
فَعلیٰ	دَعویٰ	بُلانا	مِفعَلَۃٌ	مِسعَاۃٌ لاصل میں	واپس کرنا
فِعلیٰ	ذِکریٰ	یاد کرنا		مِسعَیَۃٌ تھا	
فُعلیٰ	بُشریٰ	خوشخبری دینا	–	یاء متحرک ماقبل مفتوح	
فَعلَانٌ	لَیَّانٌ (اصل میں)	نرم ہونا لَوٰیلوٰ		اسے الف سے بدلا مسواۃ ہوگیا	
	لَوْیَانٌ تھا واؤ کو	(ضرب یضرب) قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول	مَفعِلۃٌ	مَحمِدَۃٌ	تعریف کرنا
	یاء سے بدل کر ادغام کیا	کرنا	فُعَالٌ	سُوَالٌ	مانگنا
فِعلَانٌ	حِرمَانٌ	محروم ہونا	فَعَالَۃٌ	زَھَادَۃٌ	پرہیزگار ہونا
فُعلَانٌ	غُفرَانٌ	بخشنا	فِعَالَۃٌ	دِرَایَۃٌ	جاننا
فَعَلَانٌ	نَزَوَانٌ	نر کا مادہ سے جفتی کرنا	فُعُولٌ	دُخُولٌ	اندر آنا
فَعَلٌ	طَلَبٌ	ڈھونڈنا	فُعُولٌ	قَبُولٌ	قبول کرنا
فَعِلٌ	خَنِقٌ	گلا گھونٹنا	فَعِیلٌ	وَجِیفٌ	دل کا ڈھل جانا
فِعَلٌ	صِغَرٌ	چھوٹا ہونا	فُعُولَۃٌ	صُھُوبَۃٌ	بالوں کا سُرخ ہونا یا سُرخ سفید ہونا
فُعَلٌ	ھُدیٰ (اصل)	راہنمائی کرنا			

نیز ثلاثی مجرد کا مصدر اسم فاعل اور اسم مفعول کے وزن پر بھی آتا ہے مثلاً ''قُمْتُ قَائِماً'' اور'' بِاَیِّکُمُ المَفْتُوْنُ'' یہاں قائم قیام کے معنی میں اور ''مفتونُ'' ''فتنه'' کے معنی میں ہے۔

سوال: کیا ثلاثی مجرد کے مصادر کچھ اوزان مبالغہ کے لیے بھی ہیں؟

جواب: جی ہاں اس مقصد کے لیے چند اوزان آتے ہیں مثلاً:۔

تَفْعَالُ ______ تَهْدَارُ ________ شراب میں زیادہ ابال آنا

________ تَلْعَابُ ________ بہت کھیلنا

فِعِیّلیٰ ________ حِثِیْثیٰ ________ بہت اُبھارنا

________ دِلِیّلیٰ ________ بہت راہنمائی کرنا

سوال: کیا غیر ثلاثی مجرد کے مصادر بھی زیادہ اوزان پر آتے ہیں؟

جواب: نہیں، غیر ثلاثی مجرد کے مصادر میں ہر باب کے لیے ایک وزن مختص ہے (جیسا) آگے آرہا ہے۔ البتہ بعض ابواب کے مصادر ایک سے زائد اوزان پر آتے ہیں۔ مثلاً بابِ تَفْعِیْلُ، کا وزن فِعَّالُ، بھی آتا ہے جیسے کَلَّمَ سے کِلَّامًا باب مُفَاعَله کا وزن فِعَّالُ، اور فِیْعَالُ، بھی آتا ہے جیسے قَاتَلَ سے قِتَّالاً اور قِیْتَالاً۔

باب تفعُّل کا وزن تِفِعَّالُ، بھی آتا ہے جیسے تَحمَّلَ سے تِحِمَّالاً باب فَعْلَلَةٌ، کا وزن فِعْلَال بھی آتا ہے جیسے زَلْزَلَ سے زِلْزَالاً۔

سوال: مصدر سے مشتق ہونے والے افعال (یعنی ابواب) کی کل تعداد بتائیں اور ایک نقشہ کے ذریعے ان تمام ابواب کی وضاحت کریں۔

جواب: کل ابواب پینتیس ہیں جن کا اجمالی خاکہ یوں ہے۔

(۱) ثلاثی مجرد۔ (۲) رباعی مزید (۳) ملحق بتدحرج

(۴) ثلاثی مزید فیہ (۵) ملحق بدحرج (۶) ملحق باحرنجم

(۷) رباعی مجرد

نقشہ ابواب

ثلاثی مجرد (۱)	فَعَلَ يَفْعِلُ	ضَرَبَ يَضْرِبُ
	فَعَلَ يَفْعُلُ	نَصَرَ يَنْصُرُ
	فَعِلَ يَفْعَلُ	سَمِعَ يَسْمَعُ
	فَعَلَ يَفْعَلُ	فَتَحَ يَفْتَحُ
	فَعُلَ يَفْعُلُ	كَرُمَ يَكْرُمُ
	فَعِلَ يَفْعِلُ	حَسِبَ يَحْسِبُ
رباعی مزید فیه (۲)	اِفْعِنْلَالٌ	اِحْرِنْجَامٌ
	اِفْعِلَّالٌ	اِقْشِعْرَارٌ
	تَفَعْلُلٌ	تَدَحْرُجٌ
ملحق برباعی مزید فیه (ملحق بتدحرج (۳))	فَعْنَلَةٌ	قَلْنَسَةٌ
	تَفَعْلُلٌ	تَجَلْبُبٌ
	تَفَوْعُلٌ	تَجَوْرُبٌ
	تَفَيْعُلٌ	تَشَيْطُنٌ
	تَفَعْوُلٌ	تَرَهْوُكٌ
	تَمَفْعُلٌ	تَمَسْكُنٌ

	اِفْعَالٌ	اِکْرَامٌ
	تَفْعِیلٌ	تَقْطِیعٌ
	مُفَاعَلَةٌ	مُقَاتَلَةٌ
	تَفَعُّلٌ	تَفَضُّلٌ
	تَفَاعُلٌ	تَضَارُبٌ
	اِنْفِعَالٌ	اِنْصِرَافٌ
ثلاثی مزی فیہ (۴)	اِفْتِعَالٌ	اِحْتِقَارٌ
	اِسْتِفْعَالٌ	اِسْتِخْرَاجٌ
	اِفْعِیْعَالٌ	اِخْشِیْشَانٌ
	اِفْعِوَّالٌ	اِجْلِوَّازٌ
	اِفْعِلَالٌ	اِحْمِرَارٌ
	اِفْعِیْلَالٌ	اِحْمِیرَارٌ

ملحق برباعی مجرد (ملحق بہ دحرج) (۵)	فَعْلَلَةٌ فَوْعَلَةٌ فَيْعَلَةٌ فَعْوَلَةٌ فَعْلَوَةٌ	شَمْلَلَةٌ حَوْقَلَةٌ بَيْطَرَةٌ جَهْوَرَةٌ قَلْسَاةٌ (اصل میں قَلْسَوَةٌ تھا واو چوتھی جگہ فتح کے بعد واقع ہوئی اسے یار سے بدلا پھر یا متحرک، قبل مفتوح اسے الف سے بدلا قلساۃٌ ہو گیا۔
ملحق برباعی مزید فیہ (ملحق باحرنجم) (۶)	اِفْعَنْلَلٌ اِفْعِنْلَاءٌ	اِقْعَنْسُسٌ اِسْلِنْقَاءٌ اصلی میں اِسْلِنْقَایٌ بروزن افعنلایٌ تھا یاء الف زائد کے بعد واقع ہوئی اسے ہمزہ سے بدل دیا۔
رباعی مجرد (۷)	فَعْلَلَةٌ	دَحْرَجَةٌ

سوال: وہ کون سے ابواب ہیں جنہیں اصولِ ابواب کہا جاتا ہے؟

جواب: وہ ثلاثی مجرد کے پہلے تین باب "ضَرَبَ یَضْرِبُ"، "نَصَرَ یَنْصُرُ" اور "سَمِعَ سَمِعُ" ہیں۔

سوال: ان ابواب کو "اصولِ ابواب" کہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چونکہ ان کی ماضی میں عین کلمہ کی حرکت مضارع کے عین کلمہ کی حرکت مخالف ہوتی ہے اور ماضی کا معنیٰ بھی مضارع کے معنیٰ کے خلاف ہوتا ہے ۔لہٰذا اس اعتبار سے ان ابواب کے معانی اور حرکات کے درمیان اتفاق پایا گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ باب زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔

سوال: ثلاثی مجرد کے باقی تین ابواب کو اصول ابواب میں شمار کیوں نہیں کیا جاتا؟

جواب: "فَتَحَ يَفْتَحُ" اس لیے اصول ابواب میں شامل نہیں کہ اس کی ماضی اور مضارع کی حرکت میں اختلاف نہیں نیز یہ باب حرف حلقی کے بغیر نہیں آتا۔
باب "كَرُمَ يَكْرُمُ" کے اصول ابواب میں سے نہ ہونے کی ایک وجہ تو وہی ہے کہ ماضی اور مضارع میں عین کلمہ حرکت ایک دوسرے کے مخالف نہیں نیز یہ صرف طبعی امور یعنی خلقی صفات کے اظہار کے لیے ہی آتا ہے۔ "حَسِبَ يَحْسِبُ" بھی اصول ابواب میں سے نہیں کیونکہ اس کی ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکت ایک جیسی ہونے کے علاوہ اس باب سے چند مخصوص افعال آتے ہیں۔

سوال: آپ نے کہا ہے کہ باب "فَتَحَ يَفْتَحُ" میں حرف حلقی کا آنا لازم ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں رَكَنَ، يَرْكَنُ، اَبىٰ يَابىٰ، بُقىٰ، يَبْقىٰ، فَنىٰ يَفْنىٰ" اور قَلىٰ يَقْلىٰ میں حرف حلقی نہیں لیکن یہ تمام اسی باب سے آرہے ہیں۔

جواب: پہلے دو باب لغات متداخلہ سے ہیں لہٰذا شاذ ہیں۔ اور باقی تین باب قبیلہ بنوطی کی لغت ہے چونکہ وہ کسرہ سے بھاگتے ہیں لہٰذا انہوں نے فتحہ استعمال کیا۔

سوال: لغات متداخلہ سے کیا مُراد ہے؟

جواب: متداخلہ مداخل سے بنا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ دو بابوں میں سے ایک کی ماضی اور دوسرے کا مضارع لے کر ایک باب بنا دیا جائے۔ جیسے ایک لغت کے اعتبار سے رَكَنَ، يَرْكُنُ ہے اور دوسری لغت میں رَكِنَ يَرْكَنُ ہے۔ اب پہلی لغت سے ماضی اور دوسری سے مضارع لے کر رَكَنَ، يَرْكَنُ بنا دیا گیا اسے تداخل حقیقی کہتے ہیں۔ جبکہ اَبىٰ، يَابىٰ میں تداخلِ تقدیری ہے۔ کیونکی اس میں دوسری لغت نہ ملنے کی وجہ سے خیال کیا جاتا ہے کہ یہاں بھی رَكَنَ يَرْكَنُ کی طرح تداخل ہوا ہے۔

سوال: کیا ثلاثی مجرد کے ابواب میں ان چھ مشہور اوزان کے علاوہ بھی کوئی وزن آتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ اس سلسلے میں ایک وزن فَعِلَ يَفْعُلُ آتا ہے۔ جیسے فَضِلَ يَفْضُلُ اور كَوِدَ يَكْوُدُ، دَوِمَ يَدُوْمُ، لیکن یہ شاذ ہے۔

فعلِ ماضی

سوال: فعل ماضی مبنی کیوں ہے؟

جواب: چونکہ اس میں اعراب کو واجب کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ مثلاً فاعلیت مفعولیت اور اضافت کے ساتھ اسے مشابہت تامہ حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا یہ مبنی ہے۔

سوال: ماضی حرکت پر اور بالخصوص فتحہ پر کیوں مبنی ہے؟

جواب: چونکہ ماضی کو اسم کے ساتھ اس اعتبار سے مشابہت حاصل ہے کہ جیسے وہ نکرہ کی صفت بن سکتا ہے۔ یہ بھی بن سکتی ہے۔ لہٰذا اسے حرکت پر مبنی رکھا گیا۔ مشابہت کی مثال یہ ہے۔ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَرَبَ اور مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اور فتحہ پر اس لئے مبنی ہے کہ باقی حرکات کی نسبت فتحہ سکون کے زیادقریب ہے کیونکہ فتحہ الف کی جُز ہے اور الف کو سکون لازم ہوتا ہے۔

سوال: جب ماضی اسم کے مشابہ ہے تو اسے معرب کیوں نہیں رکھا گیا؟ حالانکہ مضارع کا معرب ہونا اسی مشابہت کی وجہ سے ہے؟

جواب: ماضی کو اگرچہ اسم کے ساتھ مشابہت ہے لیکن یہ مشابہت اس کے معرب ہونے کے لیے کافی نہیں بلکہ اس کے لیے کچھ اور شرائط ہیں جو مضارع میں پائی جاتی ہیں لیکن ماضی میں نہیں پائی جاتیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ فعل جس اسم معرب کے مشابہ ہو اس اسم نے اس فعل سے عمل حاصل کیا ہو پس اس کے عوض میں اسے اعراب دیا جاتا ہے یا اسے اسم کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت ہو اور یہ باتیں مضارع میں پائی جاتی ہیں ماضی میں نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مضارع کو اسم کے ساتھ زیادہ مشابہت حاصل ہونے کی وجہ سے معرب رکھا گیا ماضی کو کم مشابہت حاصل ہے۔ لہٰذا وہ فتحہ پر مبنی ہے۔ اور امر کو بالکل مشابہت حاصل نہیں لہٰذا وہ سکون پر مبنی ہے۔

سوال: اسم کے ساتھ مشابہت کی کیا کیا صورتیں ہیں؟

جواب: اسم کے ساتھ مشابہت کی صورتوں میں سے۔

(۱) حرکات وسکنات کا ایک جیسا ہونا۔ (۲) نکرہ کی صفت واقع ہونا۔

(۳) مبتداء کی خبر واقع ہونا۔ (۴) اور شروع میں لام ابتداء کا آنا ہے۔

یہ تمام باتیں مضارع میں پائی جاتی ہیں۔ جبکہ ماضی میں ان میں سے بعض باتیں موجود ہیں۔ لہٰذا مضارع کو اسم کے ساتھ مشابہت تامہ حاصل ہے اور ماضی کو قلیل مشابہت حاصل ہے۔

سوال: ماضی کے آخر میں الف واؤ اور نون کا اضاف کیوں کیا گیا؟

جواب: یہ اضافہ اس لیے کیا گیا کہ ان حروف سے فاعل کی ضمیروں، هُمَا، هُمُوْا، هُنَّ پر دلالت پائی جائے۔

سوال: ضَرَبُوا میں ب کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: چونکہ ضَرَبُوا میں ب کے بعد واؤ آتی ہے اس لیے اس کی مناسبت سے ب کو ضمہ دیا گیا ہے؟

سوال: رَمَوْا میں بھی واؤ سے پہلے میم کو ضمہ دینا چاہیے تھا۔ کیونکہ وہ واؤ کا ماقبل ہے لیکن آپ نے اسے فتح دیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: دراصل رَمَوْا میں واؤ میم کے بعد نہیں ہے بلکہ یا کے بعد ہے جسے حذف کر دیا گیا اصل میں یہ رَمَيُوْا تھا۔

سوال: رَضُوْا جو اصل میں رَضِيُوْا تھا۔ وہاں بھی واؤ ضاد کے بعد نہیں لیکن آپ نے ضاد کو ضمہ دیا کیوں؟

جواب: کسرہ تحقیقیہ سے ضمہ تقدیری کی طرف خروج سے بچنے کے لیے ضاد کو ضمہ دیا گیا اور اگر یہ کہا جائے کہ ایسی صورت میں فتحہ بھی دیا جا سکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ فتحہ کی نسبت ضمہ واؤ کے زیادہ مناسب ہے۔

سوال: جمع کے صیغے مثلاً ضَرَبُوا کے آخر میں الف بڑھانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ واؤ عطف اور واؤ جمع میں تفریق کرنے کے لیے ایسا کیا گیا۔ مثلاً حَضَرَ وَقَتَلَ میں واؤ عطف کی ہے اگر جمع کے صیغے کے آخر میں الف نہ ہوتا تو یہاں واؤ جمع کا شبہ ہوسکتا تھا۔

دوسری وجہ یہ بیان کی گئی کہ جمع اور واحد کی واؤ میں تفریق کے لیے ایسا کیا گیا۔ مثلاً جن لوگوں کے نزدیک حرف جذم کے ساتھ حرفِ علت نہیں گرتا اور وہ لَمْ یَدْعُوْ پڑھتے ہیں۔ ان کے نزدیک واحد اور جمع کے صیغے میں اس الف کی وجہ سے یَدْعُوْ پڑھتے ہیں۔ ان کے نزدیک واحد اور جمع کے صیغے میں اس الف کی وجہ سے ہی تمیز ہوسکتی ہے۔

سوال: مؤنث کی علامت کے طور پر حرف تا کی تخصیص کیوں کی گئی ہے؟

جواب: چونکہ تا دوسرے مخرج یعنی منہ کے درمیان سے نکلتی ہے اور مؤنث (عورت) تخلیق میں دوسرے نمبر پر ہے۔ لہٰذا اس کا انتخاب کیا گیا۔

نوٹ:

واحد مونث غائب کی تا ضمیر نہیں ہوتی۔

سوال: ضَرَبْنَ سے لے کر آخر تک کے صیغوں میں بار کو کیوں ساکن کیا گیا؟

جواب: ان دو کلموں میں جو ایک ہی کلمے کی طرح ہیں۔ چار حرکات کے مسلسل آنے سے بچنے کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔

سوال: ضَرَبْنَ وغیرہ میں دو کلمے ہیں یعنی ایک فعل اور دوسرا فاعل لیکن آپ اسے ایک کلمہ کی طرح قرار دے رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے اور اس پر دلیل کیا ہے؟

جواب: ان دو کلموں کے درمیان بہت زیادہ امتزاج پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ ایک ہی کلمہ کی طرح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی ضمیر پر تاکید کے بغیر عطف جائز نہیں مثلاً ضَرَبْتَ وَ زَیْدٌ، نہیں کہہ سکتے بلکہ ضَرَبْتَ اَنْتَ وَزَیْدٌ، کہیں گے۔

سوال: آپ نے کہا ہے کہ ان صیغوں میں مسلسل چار حرکات سے بچنے کے لیے بوکو ساکن کیا گیا تو اسی قاعدے کے مطابق ضَرَبَتَا میں با کو ساکن کرنا چاہیے تھا۔

جواب: دراصل ضَرَبَتَا کی تا کی حرکت سکون کے حکم میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رَمَتَا میں الف گر گیا یعنی اصل میں یہ رَمَیَتَا تھا یا متحرک اور اس کا ماقبل مفتوح ہے۔ لہٰذا یا کو الف سے بدلا ورتا اصل میں ساکن ہے۔ لہٰذا اجتماع ساکنین ہوا جس کی وجہ سے الف کو گرادیا اور رَمَتْ ہوگیا۔ البتہ ایک ضعیف لغت میں اسے رَمَاتَا پڑھا جاتا ہے۔

سوال: ضَرَبَكَ میں بھی چار حرکات مسلسل آرہی ہیں۔ ''باء'' کو ساکن کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: ضَرَبَكَ میں چار حرکات دو کلموں میں ہیں اور یہ دونوں ایک کلمہ کی طرح بھی نہیں کیونکہ یہاں ضمیر مخاطب، مفعول کو ضمیر ہے۔

سوال: هَدَبِرٌ میں چار حرکات کا اجتماع ہے یہاں کسی حرف کو ساکن کیوں نہیں کیا گیا۔

جواب: هَدَبِرٌ دراصل هُدَابِرٌ تھا لہٰذا چار حرکات مسلسل نہیں الف کو تخفیف کے غرض سے گرایا گیا جیسے ''مُخَيِطٌ'' ''اصل میں ''مِخْيَاطٌ'' تھا۔ تخفیف کی غرض سے الف کو گرادیا۔

سوال: ضَرَبْنَ جمع مونث کا صیغہ ہے اس سے تاء تانیث کو کیوں گرایا گیا؟

جواب: تاکہ تانیث کی دو علامتیں ''تاء'' اور ''نون'' اکٹھی نہ ہو جائیں جیسا کہ 'مُسْلِمَاتٌ' میں کیا گیا۔

سوال: چونکہ یہ دونوں علامتیں ایک جنس سے نہیں لہٰذا ان کے اکٹھا ہونے سے خرابی لازم نہیں آتی۔ پھر کیوں گرایا گیا؟

جواب: ان کے اجتماع سے ثقل لازم آتا تھا اس لیے ایک علامت کو حذف کر دیا گیا۔

سوال: ''حُبْلَيَاتٌ'' میں تانیث کی دو علامتیں یعنی الف مقصورہ اور تاء جمع ہیں یہاں ایک علامت کو کیوں نہیں گرایا گیا؟

جواب: چونکہ یہ دونوں علامتیں ایک جنس کی نہیں اور ثقل بھی پیدا نہیں ہوتا۔

سوال: آپ نے مسلمات میں دونوں علامتوں کے ہم جنس نہ ہونے کے باوجود ایک کو حذف کیا تو یہاں ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: دراصل حُبلٰی کا الف کا حصہ ہے جو حُبْلَیَاتُ' میں یاد سے بدل گیا جبکہ مُسْلِمَاتُ' کے واحد مُسْلِمَۃُ' میں تاء کلمے کا حصہ نہیں بلکہ زائد ہے۔ لہٰذا اسے حذف کر دیا گیا۔

سوال: مخاطب کے دو صیغوں کو ایک جیسا رکھا گیا مثلاً ضَرَبْتُمَا اور متکلم میں واحد کے لیے دو کی بجائے ایک صیغہ ضَرَبْتُ' اور تثنیہ وجمع کے لیے چار کی بجائے ایک صیغہ ضَرَبْنَا کیوں رکھا گیا۔

جواب: چونکہ مخاطب کے صیغے کم استعمال ہوتے ہیں نیز ضمیر کی وضع ہی اختصار کے لیے ہے لہٰذا مخاطب کے لیے دو کی بجائے ایک صیغہ بطور اختصار اختیار کیا گیا نیز متکلم کے صیغوں میں مذکر و مونث اور تثنیہ و جمع کا شبہ نہیں پڑتا کیونکہ متکلم سامنے نظر آرہا ہوتا ہے یا آواز سے پہچان ہو جاتی ہے لہٰذا اختصار سے کام لیا گیا۔

سوال: ضَرَبْتُمَا میں حرف ''میم'' کا اضافہ کیونکر کیا گیا؟

جواب: تاکہ الف اشباع کے ساتھ التباس لازم نہ آئے جیسے شاعر کا قول ہے۔

اخو اخو مکاثرۃ وضحکُ	تیرا بھائی توھنس مکھ اور خوش باش تھا
وحیاكُ الاله فکیف انتا	الله تعالیٰ تجھے زندہ رکھے تو کیسا ھے
فانك منا من بالرزق حتی	کیا تو رزق کا ضامن ھے۔
توفی کل نفس ماضمنتا	کہ جس کا تو ضامن نہ ہو گا وہ (بھوکا) مر جائے گا۔

یہاں ''أنْتَا'' اور ''ضِمْنتَاء'' اصل میں ''أنْتَ'' اور ''ضَمِنْتَ'' ہیں الف اشباع کا ہے اگر تثنیہ کے صیغے میں میم نہ ہوتی تو یہاں اشتباہ ہوتا کہ آیا یہ تثنیہ کا صیغہ ہے یا واحد کا۔

سوال: الف اشباع کسے کہتے ہیں؟

جواب: اشباع، شبع سے بنا ہے جس کا معنی اسیر ہو کر کھانا ہے۔ جب فتحہ کو کھینچ کر یعنی اچھی طرح پڑھا جائے تو الف پیدا ہوتا ہے اسے الف اشباع کہتے ہیں۔

سوال: مندرجہ بالا اشعار کا پس منظر کیا ہے؟

جواب: یہ ایک عورت کے اشعار ہیں جس کا خاوند ہنس مکھ اور خوش مزاج تھا۔ اس کے انتقال پر اس عورت نے اس کے بھائی سے شادی کر لی جس کی طبعیت اپنے بھائی کی طبعیت کے برعکس تھی تو عورت نے اسے مخاطب کر کے یہ شعر پڑھے۔

سوال: الف اشباع اور الف تثنیہ میں فرق کے لیے ثنیہ کے صیغہ میں میم کی بجائے کوئی دوسرا حرف کیوں نہیں لایا گیا؟

جواب: کیونکہ تثنیہ کی ضمیر "اَنْتُمَا" میں بھی میم ہے لہٰذا اس میں بھی میم لائی گئی۔

سوال: اُنْتُمَا میں میم کی تخصیص کا سبب کیا ہے؟

جواب: اس کا سبب یہ ہے کہ تاء اور میم قریبُ المخرج ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ چونکہ غائب کی ضمیر "هُمَا" میں میم ہے۔ لہٰذا اس کی اتباع میں یہاں میم لائی گئی ہے۔

سوال: ضَرَبْتُمَا ، ضَرَبْتُم اور ضَرَبْتُنَّ میں حرف "تاء" کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: چونکہ یہ فاعل کی ضمیر ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے لہٰذا ضمہ اس کے مناسب ہے جبکہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ میم کی اتباع میں ضمہ دیا گیا کیونکہ میم شفوی (ہونٹوں سے نکلنے والی) ہے لہٰذا تاء کو میم کی ہم جنس حرکت دی گئی اور وہ ضمہ ہے۔ کیونکہ یہ بھی شفوی ہے۔

سوال: ضَرَبْتَ واحد مذکر حاضر میں بھی تو ضمیر فاعل ہے وہاں فتحہ کیوں دیا گیا؟

جواب: تاکہ متکلم کے صیغے کے ساتھ التباس پیدا نہ ہو جبکہ تثنیہ میں یہ خطرہ نہیں۔

سوال: "ضَرَبْتُم" میں میم کے اضافے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: ضَرَبْتُمْ میں "میم" کا اضافہ اس لیے کیا گیا کہ وہ تثنیہ کے صیغہ سے موافق ہو جائے۔

سوال: جمع مذکر حاضر کے صیغے "ضَرَبْتُم میں ضمیر فاعل کونسی ہے؟

جواب: اس کی ضمیر فاعل حرف واو ہے جو محذوف ہے کیونکہ یہ اصل میں "ضَرَبْتُوْا" تھا۔ واو کو حذف کیا گیا کیونکہ یہاں میم اسم کے مقام ہے ھُوَ کے علاوہ کوئی ایسا اسم نہیں جس کے آخر میں واوَ اور اس سے پہلے ضمہ ہو۔

سوال: ''میم'' اسم کے قائم مقام ہے اس کی وضاحت کیجیے؟

جواب: ثلاثی مجرد میں میم اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ اور مصدر میمی وغیرہ کی علامت ہے اور غیر ثلاثی میں اسم فاعل اور اسم مفعول کی علامت ہے اس لیے اسکو اسم کے قائم مقام کیا گیا۔

سوال: اسم کے آخر میں واو اور اس سے پہلے ضمہ نہیں آتا اس کی تائید میں کوئی مثال پیش کریں؟

جواب: دَلْوٌ' کی جمع اَدْلُوٌ' ہے لیکن اسے اَدْلٍ پڑھتے ہیں کیونکہ اَدْلُوٌ' میں واو ماقبل مضموم آخر میں ہے اور یہ جائز نہیں لہٰذا لام کے ضمہ کو کسرہ سے بدل کر داد کو یاء سے بدلا پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا گرادیا یوں یاء اور تنوین میں اجتماع ساکنین ہو گیا لہٰذا یاء کو گرادیا اَدْلٍ ہو گیا۔

سوال: ضَرَبُوْا اور ضَرَبْتُمُوْهُ آپ کے بیان کردہ قاعدہ کے خلاف ہیں؟

جواب: ''ضَرَبُوْا کی یاء اسم کے قائم مقام نہیں لہٰذا اس پر اعتراض نہیں ہوسکتا اور ضَرَبْتُمُوْهُ میں ضمیر میں منصوب آنے کی وجہ سے واوٌ آخر میں نہ رہی ہے جسے عَظَایَۃٌ' کی یاء آخر میں تاء آنے کی وجہ سے کلمہ کا آخر حرف نہ رہی لہٰذا اسے ہمزہ سے نہیں بدلا جاتا۔

سوال: ''ضَرَبْتُنَّ ''میں نون کو مشدد کیوں لایا گیا حالانکہ ''ضَرَبْنَ' میں مشدد نہیں؟

جواب: ''ضَرَبْتُنَّ'' اصل میں ''ضَرَبْتُمْنَ' تھا کیونکہ تثنیہ کی موافقت میں یہاں بھی نون کا اضافہ کیا گیا۔ اب میم اور نون کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے ''میم'' کو''نون'' سے بدل کر ادغام کر دیا۔ جبکہ بعض حضرات کے نزدیک یہ "ضَرَبْتُنَ "تھا۔ چونکہ مونث کے باقی صیغوں میں نُون کا ماقبل ساکن ہے لہٰذا ان صیغوں کی موفقت کے لیے اس کے ماقبل کو ساکن کرنا مقصود تھا تاء خطاب کو ساکن کرتے تو اجتماع ساکنین لازم آتا علامت ہونے کی وجہ سے اس کو حذف کرنا بھی ممکن نہ تھا لہٰذا ایک نون کا اضافہ کر کے ادغام کر دیا گیا۔ اس طرح یہ ضَرَبْتُنَّ ہو گیا۔

سوال: نون اور میم کے قرب کی بنا پر تبدیلی کی کوئی مثال پیش کریں؟

جواب: اس کی مثال لفظ عَمْبَرَ ہے جو نُون کے ساتھ عَنْبَرَ ہے۔ لیکن اس کا تلفظ میم کے ساتھ یعنی عَمْبَرَ ہے۔

سوال: ضَرَبْتُ (واحد متکلم) میں تاء کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

جواب: متکلم کی ضمیر ''اَنَا'' ہے۔ اگر اس میں سے کوئی حرف زیادہ کرتے تو ''ضَرَبَا'' یا ''ضَرَبْنَ'' بن کر تثنیہ مذکر غائب یا جمع مونث غائب کے صیغوں سے التباس لازم آتا لہٰذا اضافہ کے لیے تاء کا انتخاب کیا گیا کیونکہ دوسرے صیغوں مثلاً واحد مونث غائب واحد مذکر حاضر اور واحد مونث حاضر میں بھی تاء کا اضافہ کیا گیا؟

سوال: جمع متکلم کے صیغے "ضَرَبْنَا" میں "نَا" کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

جواب؛ جمع متکلم کی ضمیر "نَحْنُ" ہے لہٰذا کسی ایسے حرف کا اضافہ ضروری تھا جو اس ضمیر پر دلالت کرے لہٰذا نون کا اضافہ کیا گیا البتہ جمع مونث غائب کے صیغے کے ساتھ التباس سے بچنے کے لیے نون کے ساتھ الف کا اضافہ بھی ہوا اور یوں یہ صیغہ ضَرَبْنَا بن گیا۔

سوال: ضمیروں کی تعداد اور اقسام لکھیں؟

جواب: کل ضمیریں ساٹھ ہیں جو پانچ اقسام کے تحت آتی ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مرفوع متصل (۲) مرفوع منفصل (۳) منصوب متصل

(۴) منصوب منفصل (۵) مجرور متصل۔

ان میں سے ہر قسم کے تحت بارہ بارہ ضمیریں ہیں۔ اس طرح کل ضمیریں ساٹھ ہوئیں۔ بارہ ضمیروں کی تفصیل یہ ہے۔

پانچ غائب (مذکر مونث) پانچ حاضر (مذکر و مونث) اور دو متکلم کی ضمیریں (کل بارہ)۔

سوال: کل اقسام ضمائر چھ اور تعداد ضمائر ایک سو آٹھ ہونی چاہیے۔ لیکن آپ نے ضمیر مجرور منفصل کو بھی چھوڑ دیا اور ہر نوع سے چھ ضمیریں بھی غائب کر دیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

جواب: ضمیر مجرور منفصل کا کوئی وجود نہیں کیونکہ حرف جر اور ضمیر کے درمیان یا مضاف اور ضمیر کے درمیان اتصال ضروری ہے نیز انفصال کے لیے مجرور کو حرف سے مقدم کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً "مَرَرْتُ زَیْدبِ" اور یہ خلاف قاعدہ ہے۔

جہاں تک تعداد ضمائر کا تعلق ہے تو اصولی طور پر ہر نوع سے اٹھارہ ضمیریں آنی چاہیں کیونکہ غائب، حاضر اور متکلم میں سے ہر ایک کے لیے چھ چھ ضمیریں ہیں۔ لیکن غائب اور مخاطب میں تثنیہ کا صیغہ کم استعمال ہوتا ہے لہٰذا ان میں سے ایک ایک کو لے لیا گیا یعنی "هُمَا" اور "اَنْتُمَا" کو دو دو بار کی بجائے

ایک ایک بار استعمال کیا گیا۔ اور متکلم کی پہچان اکثر دیکھنے سے یا آواز کے ذریعے ہو جاتی ہے لہٰذا واحد مذکر و مونث کے لیے ایک ضمیر "اَنَـا" اور تثنیہ و جمع مذکر و مونث کے لیے ایک ضمیر "نَـحْـنُ" استعمال کی جاتی ہے اس طرح اٹھارہ کی بجائے بارہ ضمیریں مستعمل ہیں۔

نوٹ:

ضمیروں کی تفصیل آپ ابتدائی کتب سے معلوم کر چکے ہیں لہٰذا یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: قیاس کا تقاضا ہے کہ "هُوَ" کا تثنیہ هُوَا اور جمع هُوُوْ آتی لیکن آپ "هُمَا" اور "هُمُوْا" پڑھتے ہیں کیوں؟

جواب: چونکہ جمع کی ضمیر میں دو واؤ جمع ہو جاتی ہیں لہٰذا اس اجتماع سے بچنے کے لیے پہلی واؤ کو میم سے بدل دیا کیونکہ میم اور واؤ دونوں شفوی ہونے کی وجہ سے قریب المخرج ہیں۔ یوں هُمُوْ بن گیا پھر واؤ کو حذف کیا گیا (اس کی وجہ صفحہ ۱۲ پر لکھی گئی ہے) یوں یہ هُمْ ہو گیا اور تثنیہ کی ضمیر جمع کے مطابق بنائی گئی۔
بعض کہتے ہیں کہ چونکہ واؤ حرف علت ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے لہٰذا اسے میم سے بدلا تا کہ فتح (زبر) میم قوی پر آئے۔

سوال: اَنْتُمَا میں "میم" لانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چونکہ ضَرَبْتُمَا میں میم لائی گئی (اس کی وجہ گزر چکی ہے) لہٰذا اس سے متعلق ضمیر میں بھی میم لائی گئی ہے۔ پھر اس کی مناسبت سے جمع مخاطب کی ضمیر "اَنْتُمْ" میں بھی میم کا اضافہ کیا گیا۔
بعض حضرات کے نزدیک ضَرَبْتُمَا میں میم اس لیے لائی گئی کہ اَنْتُمَا میں لائی گئی تھی۔ اور اَنْـتُـمَـا میں میم لانے کی وجہ یہ ہے کہ هُـمَـا (ضمیر غائب) میں اسے لایا گیا اور هُـمَا میں اس لیے لائے کہ هُـمُـوْا میں اسے لایا گیا اور هُمُوْا میں لانے کی وجہ یہ ہے کہ ایک کنارے میں دو واؤ کا اجتماع ہو رہا تھا۔

سوال: دو واؤ کے اجتماع سے بچنے کے لیے ایک واؤ کو حذف کیا جا سکتا تھا۔ ایسا کیوں نہیں کیا؟

جواب: اگر ایک واؤ کو حذف کر دیا جاتا تو تین سے کم حروف رہ جاتے لیکن جب میم کا اضافہ کیا گیا تو اب واؤ کو حذف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: ''ھُوَ'' کی واؤ کو حذف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جب ھُوَ کسی دوسرے کلمے سے مل جائے تو اب اس کی واؤ کو حذف کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اب حروف کی کثرت بھی پائی گئی اور واؤ بھی کنارے پر واقع ہے۔ اب اس کثرت میں ہا اپنی حالت پر یعنی مضموم ہی رہے گی جیسے 'لَہٗ' البتہ اگر اس کا ماقبل مکسورہ یا یاء ساکنہ ہو تو کسرہ دیا جائے گا تاکہ کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے مثلاً ''فِیْ غُلَامِهٖ او ''فِیْهِ''۔

سوال: هِیَ کی یاء کو الف سے بدل سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: هِیَ کی یاء کو الف سے بدلا جا سکتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کو کسی کلمہ سے ملایا جائے۔ مثلاً ضَارِبُهَا اور لَهَا۔ اصل میں یہ ضَارِبُهِیَ اور ''لَهِیَ'' تھا۔ آسانی کے لیے یاء کو ''الف'' سے بدلا اور یہ ایسے ہی ہے جیسے یاغُلَامِیَ کو یا غُلَامَا اور یابَادِیَةُ کو یابَادَاةُ پڑھتے ہیں۔

سوال: تثنیہ کی ضمیر میں یاء کو میم سے کیوں بدلتے ہیں؟

جواب؛ چونکہ تثنیہ کی ضمیر کے آخر میں الف ہوتا ہے اور اُس سے پہلے فتحہ ہونا ضروری ہے اور یاء حرف علت ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اس لیے اُسے میم سے بدلا تاکہ فتحہ یائے ضعیف پر نہ آئے۔

سوال: هُنَّ ضمیر میں نون مشدد کیوں ہے؟

جواب؛ اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لیے صفحہ ۱۲ دیکھیں۔

سوال: منصوب متصل کی ضمیروں میں فاعل اور مفعول کی ضمیر جمع ہو سکتی ہیں یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟

جواب: یہاں فاعل اور مفعول کی ضمیر اکٹھی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس طرح ایک ہی شخص کا ایک ہی حالت میں فاعل اور مفعول ہونا لازم آتا ہے۔ مثلاً ضَرَبْتَكَ اور ضَرَبْتَنِیْ میں ایک ہی شخص فاعل اور مفعول بن رہا ہے البتہ افعال قلوب میں ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا مفعول اوّل حقیقت میں مفعول ہوتا ہی نہیں۔ مثلاً عَلِمْتَكَ فاضِلاً اور عَلُمْتُنِیْ فَاضِلاً درحقیقت عَمِلْتَ فَضْلَكُ اور عَلِمْتُ فَضْلِیْ ہے۔

سوال: ضَارِبِیَّ اصل میں کیا تھا اور اس میں تعلیل کی کیا کیفیت ہے؟

جواب ضَارِبِیَّ اصل میں ضَارِبُوْن تھا جب اسے یائے متکلم کی طرف مضاف کیا تو اضافت کی وجہ سے جمع کا نون گر گیا۔ ضَارِبُوْ یَ ہو گیا۔ یاء اور واؤ جمع ہوئے پہلا ساکن ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا اور یاء کی مناسبت سے یاء کو کسرہ دیا ضَارِبِیّ ہو گیا۔ جیسا کہ مَهْدِیٌّ اصل میں مَهْدُوْیٌ تھا اور تعلیل بعد مَهْدِیٌّ، بن گیا۔

سوال: ضمیر مرفوع متصل کون کون سے صیغوں میں مُستتر ہوتی ہے؟

جواب: ضمیر مرفوع متصل پانچ جگہوں میں مُستتر ہوتی ہے۔

(۱) واحد مذکر غائب:۔ ضَرَبَ (ماضی) یَضْرِبُ (مضارع) لِیَضْرِبْ (امر) لَایَضْرِبْ (نہی)

(۲) واحد مونث غائب:۔ ضَرَبَتْ (ماضی) تَضْرِبُ (مضارع) لِتَضْرِبْ (امر) لَا تَضْرِبْ (نہی)۔

(۳) واحد مذکر حاضر:۔ تَضْرِبُ (مضارع) اِضْرِبْ (امر) لَا تَضْرِبْ (نہی)۔

(۴) متکلم:۔ اَضْرِبُ و نَضْرِبُ (مضارع)۔

(۵) صفت (فاعل وغیرہ): ضَارِبٌ آخر تک

سوال: تَضْرِبِیْنَ واحد مونث حاضر میں ضمیر مستتر ہے یا بارز؟

جواب: امام اخفش کے نزدیک اس کا فاعل ضمیر مُستتر ہے اور یاء علامت خطاب ہے جب کہ عام صرفیوں کے نزدیک یاء ضمیر بارز ہے جیسے تَضْرِبُوْنَ کی واؤ ہے۔

سوال: اس صیغے کے لیے یاء کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

جواب؛ قرآن پاک میں واحد مونث حاضر کے صیغے میں یاء لائی گئی ہے جیسے هُزِّیْ ہے پس اسی مناسبت سے فاعل کے لے ضمیر کے طور پر یاء کا انتخاب کیا گیا۔

سوال: اَنْتِ واحد مونث حاضر کی ضمیر ہے اس کے حروف میں سے کوئی حرف کیوں نہیں لیا گیا؟

جواب: اگر الف کا اضافہ کیا جاتا تو تثنیہ کے صیغے سے التباس لازم آتا، نون کے اضافے سے دو نون جمع ہو جاتے اور تاء کا اضافہ کرتے تو دو تاء جمع ہو جائیں۔

سوال: واحد مونث حاضر میں ضمیر کو بارز کیوں لایا گیا؟

جواب: اگر ضمیر بارز نہ ہوتی تو یہ بھی تَضْرِبْنَ ہوتا اور یوں جمع مونث حاضر کے صیغے سے التباس لازم آتا۔

سوال: التباس سے بچنے کے لیے نون کے ماقبل باء کو حرکت دی جا سکتی تھی یا اسے حذف کر دیا جاتا؟

جواب: اس صورت میں نون ثقیلہ یا نون خفیفہ کے ساتھ التباس آ جاتا اس لیے ایسا نہیں کیا گیا جبکہ نون کو حذف کرنے سے واحد مذکر حاضر سے التباس لازم آتا۔

سوال: ضمیر مرفوع کو مستتر رکھا گیا منصوب اور مجرور ضمیروں میں ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: کیونکہ یہ فعل کو لازم ہونیکی وجہ سے اسکی جزء کی طرح ہے۔

سوال: واحد مذکر غائب اور واحد مونث غائب کی ضمیروں کو مستتر رکھا گیا تثنیہ اور جمع میں ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: استتار (ضمیر کو پوشیدہ رکھنا) خفیف ہے اور واحد کا صیغہ تثنیہ اور جمع کے مقابلے میں پہلے ہوتا ہے لہٰذا وہ تخفیف کے زیادہ لائق ہے۔

سوال: مخاطب اور متکلم کے ماضی صیغوں میں ضمیر کو مستتر کیوں نہیں رکھا گیا؟

جواب: استتار ایک کمزور دلیل ہے جب کہ ابراز قوی دلیل ہے۔ چونکہ مخاطب اور متکلم میں قوت ہوتی ہے لہٰذا ان کو قوی دلیل دی گئی یعنی ان میں ضمیر بارز رکھی گئی۔

سوال: واحد مخاطب اور متکلم مطلق (واحد جمع) مضارع میں بھی ضمیر بارز ہونی چاہیے کیونکہ یہ صیغے بھی تو قوی ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ان میں ضمیر مستتر ہے۔

جواب: ماضی اور مضارع میں فرق کرنے کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔

سوال: کیا ان پانچ مقامات میں استتارِ ضمیر کی کوئی اور دلیل بھی ہے؟

جواب: جی ہاں: بعض حضرات کا قول ہے کہ ضَرَبَ میں عدم ابراز، استتار کی دلیل ہے ضَرَبَتْ میں تاء مونث کی علامت ہے لہٰذا ضمیر بارز کی ضرورت نہ تھی، اسی طرح یَضْرِبُ میں یاء تَضْرِبُ میں تاء، اَضْرِبُ میں ہمزہ اور نضرب میں نون (علامت مضارع) ان صیغوں کی پہچان کے لیے کافی ہیں لہٰذا ضمیر بارز کی حاجت نہیں۔ ضَارِبٌ اور ضَارِبَان (آخر تک) صفات ہیں اور ان کا فاعل (موصوف) ضروری ہے اور جب یہاں فاعل ظاہر نہیں تو معلوم ہوا کہ ضمیر فاعل مستتر ہے۔

سوال: وَهِيَ لَيْسَتْ بِاَسْمَاءَ کا کیا مطلب ہے۔

جواب: اس عبارت میں بتایا جا رہا ہے کہ علامات مضارع، اسماء نہیں کہ ان کو ضمیر بارز قرار دیا جائے۔ لہٰذا ان صیغوں میں ضمیر مستتر ہوگی۔

سوال: کیا ضَرَبَتْ کی تاء کو فاعل کی ضمیر قرار نہیں دیا جا سکتا؟

جواب: جی نہیں! کیونکہ جب اس کے بعد فاعل ظاہر آتا ہے تو یہ حذف نہیں ہوتی مثلاً "ضَرَبَتْ هِنْدٌ" اگر یہ فاعل کی ضمیر ہوتی تو فاعل ظاہر کے وقت حذف ہو جاتی۔

سوال: ضَارِبَانِ کا الف اور ضَارِبُوْنَ کی واو کو ضمیر فاعل قرار دے سکتے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟

جواب: ضَارِبَانِ کا الف اور ضَارِبُوْنَ کی واوٗ ضمیر فاعل نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ نصبی اور جری حالت میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور ضمیر تبدیل نہیں ہوتی۔ جیسے یَضْرِبَانِ میں الف ہے اور یہ رفع، نصب اور جزم کسی حال میں تبدیل نہیں ہوتا۔

سوال: کن کن صیغوں میں ضمیر کا مُستتر ہونا واجب ہے؟

جواب: امر حاضر معروف (اِفْعَلْ) مضارع واحد مذکر (جیسے تَفْعَلُ) واحد متکلم (جیسے اَفْعَلُ) اور جمع متکلم (جیسے نَفْعَلُ) تَفْعَلُ، اَفْعَلُ، نَفْعَلُ) میں ضمیر کا مستتر ہونا واجب ہے۔ کیونکہ صیغہ، معین فاعل پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ان صیغوں میں فاعل کو اسم ظاہر لایا جائے تو یہ نہایت ہی قبیح تصور ہوتا ہے۔ مثلاً اِفْعَلْ زَيْدٌ، وغیرہ صحیح نہیں ہے۔

فعل مضارع

سوال: فعل مضارع کو مضارع کیوں کہتے ہیں؟ نیز اسے مستقبل کہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اسے مستقبل تو اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں استقبال کا معنی پایا جاتا ہے۔ اور مضارع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اسم فاعل کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور لغوی معنی کے اعتبار سے ایک ہی پستان سے دودھ پینے والے مُضارِع کہلاتے ہیں گویا اس میں اشتراک کا معنی پایا جاتا ہے۔

سوال: وہ کون سے امور ہیں جن میں مضارع اسمِ فاعل کے ساتھ اشتراک یا مشابہت رکھتا ہے؟

جواب: وہ امور یہ ہیں (۱) حرکات وسکنات (۲) تعداد حروف

(۳) نکرہ کی صفت واقع ہونا۔ مثلاً مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ کی جگہ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ یَضْرِبُ کہہ سکتے ہیں۔

(۴) لام ابتداء کا داخل ہونا۔ مثلاً اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ اور اِنَّ زَیْدًا لَیَقُوْمُ۔

(۵) جس طرح اسم جنس لام عہد کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے اسی طرح مضارع سوف اور سین کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔

(۶) جس طرح لفظ عین (جو اسم ہے) مختلف معانی مثلاً سورج، آنکھ چشمہ، گھٹنا سونا، جاگنا میں مشترک ہے۔ اسی طرح فعل مضارع میں زمانہ حال اور استقبال کا اشتراک ہوتا ہے۔

سوال: ماضی میں کچھ حروف زائد کر کے مضارع بنایا جاتا ہے۔ ایسا کیوں نہیں کیا جاتا کہ ماضی سے کچھ حروف کم کر کے مضارع بنایا جائے؟

جواب: ماضی میں کمی کی صورت میں کلمہ تین حروف سے کم ہو جاتا ہے اور یہ بات جائز نہیں لہٰذا کمی نہیں کی جاتی۔

سوال: علاماتِ مضارع کو ماضی کے شروع میں کیوں لایا جاتا ہے؟

جواب: ماضی کے آخر میں علاماتِ مضارع کے اضافے سے ماضی کے ساتھ التباس لازم آتا ہے۔ مثلاً علامت مضارع ہمزہ کو ماضی کے آخر میں لائیں تو ضَرَبَا بن جائیگا اور یہ ماضی کا صیغہ ہے۔

سوال: مضارع کو ماضی سے کیوں مشتق کیا گیا؟

جواب: چونکہ ماضی میں ایک بات ثابت ہوتی ہے جبکہ مضارع آنے والی بات پر دلالت کرتا ہے جو ابھی تک ثابت نہیں ہوئی لہٰذا یہی مناسبت ہے کہ مضارع کو ماضی سے مشتق کیا جائے۔

سوال: مضارع کے لیے ماضی میں الفاظ کا اضافہ کیا گیا اس کے برعکس کیوں نہیں ہوا؟

جواب: چونکہ مزید علیہ، مجرد کے بعد ہوتا ہے اور زمانہ مستقبل بھی گزرے ہوئے زمانے کے بعد ہوتا ہے لہٰذا ماضی (سابق) کے لیے مجرد (سابق) کو اور مضارع (لاحق) کے لیے مزید علیہ (لاحق) کو رکھا گیا۔

سوال: واحد متکلم کے لیے علامت مضارع کے طور پر ہمزہ کیوں متعین کیا گیا؟

جواب: اس لیے کہ ہمزہ کا مخرج اقصائے حلق (حلق کا آخری کنارہ) ہے اور مخارج کی ابتدا وہاں سے ہوتی ہے جبکہ گفتگو کا آغاز بھی متکلم سے ہوتا ہے لہٰذا اس کے لیے یہی حرف مناسب تھا۔ یہ بھی کیا گیا کہ "اَنَا" اور اس صیغے کے درمیان موافقت کے لیے ایسا کیا گیا کیوں کہ اَنَا متکلم کی ضمیر اور اس صیغے (دونوں) کے شروع میں ہمزہ ہے۔

سوال: مخاطب کے صیغوں کے لیے واؤ کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

جواب: واؤ کا مخرج شفتین ہیں یعنی دونوں ہونٹوں کے درمیان سے نکلتی ہے اور یہ آخر مخرج ہے اور مخاطب بھی وہ ہوتا ہے جس پر گفتگو کی انتہاء ہو جاتی ہے۔

سوال: علامات مضارع حروف "اتین" ہیں ان میں واؤ نہیں ہے پھر مخاطب کے لیے واؤ کا تذکرہ کیسے ہوا حالانکہ مخاطب پر حرف تاء آتا ہے۔

جواب: دراصل یہ تاء واؤ تھی۔ معتل الفاء (مثال) کی صورت میں حالت عطف میں کئی "واؤ" کو جمع ہونے سے بچانے کے لیے اسے "تاء" سے بدل دیا مثلاً وَجِلَ سے وَوْجَلُ ہوتا پھر عطف کی صورت میں وَوَوْجَلُ ہو جاتا۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ کسی کلمے کے شروع میں واؤ کا اضافہ صحیح نہیں۔

سوال: آپ کا بیان کردہ قاعدہ صحیح نہیں کیونکہ وَرَنْتَلُ کے شروع میں واؤ لائی گئی ہے؟

جواب: یہ واوٗ اصلی ہے اضافی نہیں (وَرَنْتَلُ' کا معنی شدت ہے اور ایک شہر کا نام بھی ہے)۔

سوال: غائب کے صیغوں کے لیے یاء کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

جواب؛ اس لیے کہ "یاء" کا مخرج وسط دہن (منہ کا درمیانہ حصہ) ہے اور غائب بھی متکلم اور مخاطب کی گفتگو میں درمیان میں ہوتا ہے۔

سوال: متکلم مع الغیر (جمع متکلم) کیلئے "نون" کا تعین کیوں ہوا؟

جواب: اس لیے کہ ماضی میں اس صیغے کے لیے نون استعمال ہوا مثلاً ضَرَبْنَا۔

سوال: جمع متکلم میں "نون" ہی کا اضافہ کیوں ہوا کوئی دوسرا حرف بھی لایا جا سکتا تھا؟

جواب: چونکہ حروف علت میں سے کوئی حرف باقی نہ رہا۔ غائب کے صیغوں میں یاء مخاطب میں واوٗ (جو تاء سے بدل گئی) اور متکلم میں الف (ہمزہ) لایا گیا اب ایسے حرف (یعنی نون) کا اضافہ کیا گیا جو کہ خیشوم کی ہوا سے نکلنے کے اعتبار سے حروف علت کے قریب ہے کیونکہ غیشوم کی ہوا سے نکلتا ہے۔

سوال: ان حروف (علاماتِ مضارع) کو فتحہ کیوں دیا گیا؟

جواب: اس لیے کہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔

سوال: کن کن ابواب میں علامت مضارع کو ضمہ دیا گیا اور کیوں؟

جواب: جن کی ماضی میں چار حروف ہیں (چاہے چاروں حرف اصلی ہوں یا) اصلی اور زائد مل کر چار ہوں) ان میں ضمہ دیا گیا۔ مثلاً فَعْلَلَ، اَفْعَلَ، فَعَّلَ، فَاعَلَ۔ ان میں ضمہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ثلاثی کی فرع ہیں اور ضمہ بھی فتحہ کی فرع ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا استعمال قلیل ہے باقی سب کو کثرت استعمال کی وجہ سے فتحہ دیا گیا۔

سوال: آپ کے بیان کردہ قاعدے کے مطابق ماضی چار حرفی ہو تو علامت مضارع پر ضمہ آتا ہے ورنہ فتحہ حالانکہ پانچ حرفی ماضی کے مضارع میں بھی علامتِ مضارع پر ضمہ آ رہا ہے۔ جیسے یُهَرِیْقُ۔

جواب: یُهَرِیْقُ اصل میں یُرِیْقُ ہے جس کی ماضی میں چار حرف ہیں۔ خلاف قیاس ہا کا اضافہ کیا گیا ہے۔

سوال: بعض لغات میں علامتِ مضارع کو کسرہ دیا جاتا ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟

جواب: بعض لغات کے مطابق علامتِ مضارع کو کسرہ دیتے ہیں لیکن یہ اسی صورت میں ہوتا ہے جب ماضی مکسور العین یا مکسور الھمزہ ہوتا کہ ماضی کے کسرہ پر دلالت کے جیسے یِعْلَمُ وغیرہ، یِسْتَنْصِرُ وغیرہ۔ اور

بعض لغات میں یا کو کسرہ نہیں دیتے کیونکہ اس کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اس پر کسرہ ثقیل ہوتا ہے۔

سوال: ماضی کے مکسور العین ہونے پر دلالت کے لیے علاماتِ مضارع ہی کو کسرہ کیلئے کیوں متعین کیا گیا؟

جواب: اس لیے کہ یہ حروف زائد ہیں نیز اگر فا کو کسرہ دیتے تو چار حرکات کا اکٹھے آنا لازم آتا اور عین کلمہ کو کسرہ دینے کی صورت میں مضارع مکسور العین اور مفتوح العین کے درمیان التباس لازم آتا۔ یعنی یہ پتہ نہ چلتا کہ کہ یہ مضارع بابِ ضَرَبَ سے ہے یا سَمِعَ ہے۔ اور اگر لام کلمہ کو کسرہ دیتے تو اعراب کو باطل کرنا لازم آتا کیونکہ لام محل اعراب ہے۔

سوال: باب تَفَعُّلُ اور تَفَاعَلُ کے مضارع میں دوسری تا کو حذف کیا جاتا ہے کیوں؟

جواب: اس لیے کہ یہاں ایک جنس کے دو حرف جمع ہو رہے ہیں اور ان کے درمیان ادغام بھی ممکن نہیں۔

سوال: دوسری تا کو حذف کرنا کیوں ضروری ہے؟ پہلی بھی تو حذف ہو سکتی ہے؟

جواب: چونکہ پہلی تا علامتِ مضارع ہے اور علامت حذف نہیں ہوتی۔

سوال: یَضْرِبُ میں ضاد کو ساکن کیوں رکھا جاتا ہے؟

جواب: اس لیے کہ اسے متحرک کرنے سے مسلسل چار حرکات کا آنا لازم آتا ہے۔

سوال: تو ائی حرکات سے بچنے کے لیے کسی دوسرے حرف کو ساکن کیا جا سکتا تھا۔ ضاد کی تخصیص کیوں؟

جواب: چونکہ حرکات تسلسل یاء کی وجہ سے ہو رہا ہے اور ضاد یا کے قریب ہے۔ لہٰذا اسے ساکن کرنا مناسبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ضَرَبْنَ میں بَا کو ساکن کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ نون کے قریب ہے اور نون ہی کی وجہ سے چار حرکات کا اکٹھا ہونا لازم آتا ہے۔

سوال: مضارع کے صیغہ واحد مونث غائب اور واحد مذکر حاضر کو ایک جیسا کیوں رکھا گیا ہے؟

جواب: اس لیے کہ یہ دونوں صیغے ماضی میں بھی ایک جیسے ہیں۔ البتہ ماضی میں واحد مونث غائب کی تا ساکن ہے اور مضارع میں اسے ساکن نہیں کیا جا سکتا کیونہ ساکن سے ابتداء نہیں ہو سکتی۔

سوال: ان دو صیغوں کو جدا جدا رکھنے کے لیے واحد مونث غائب کی علامتِ مضارع کو ضمہ کا کسرہ دیا جاسکتا ہے؟

جواب: علامتِ مضارع کو ضمہ اس لیے نہیں دیتے کہ بعض صورتوں میں مضارع مجہول سے التباس لازم آتا ہے مثلاً تُمُدَحُ مضارع مجہول ہے معروف کے صیغہ میں علامتِ مضارع کو ضمہ دینے سے معروف اور مجہول کے درمیان تمیز نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کسرہ دیں تو تِعْلَمُ والی لغت کے ساتھ التباس لازم آتا ہے۔

سوال: فتحہ کی صورت میں بھی تو ان دونوں صیغوں میں التباس لازم آتا ہے؟

جواب: یہ ٹھیک ہے لیکن چونکہ اس صیغے کے مطابق دوسرے صیغے مثلاً یَضْرِبُ اَضْرِبُ اور نَضْرِبُ مفتوح ہیں نیز فتحہ خفیف حرکت ہے۔ اس لیے اسے مفتوح رکھا گیا ہے۔

سوال: مضارع کے آخر میں نون لانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: یہ رفع کی علامت ہے۔ کیونکہ فعل کے آخر ضمیر فاعل کے ملنے سے فعل درمیان میں آجاتا ہے۔ لہٰذا آخر میں علامتِ رفع ضروری ہے۔

سوال: کیا یَضْرِبْنَ کا نون بھی علامتِ رفع ہے؟

جواب: نہیں یہ علامتِ تانیث ہے کہ جیسا فَعَلْنَ میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں علامتِ تانیث تاء نہیں لائی جاتی تاکہ تانیث کی دو علامتیں جمع نہ ہو جائیں۔

سوال: ہم دیکھتے ہیں کہ تَضْرِبِینَ میں تانیث کی دو علامتیں جمع ہیں ایک تاء اور دوسری یاء؟

جواب: یہ بات صحیح نہیں کیونکہ یاء علامتِ تانیث نہیں ہے بلکہ وہ ضمیر فاعل ہے جیسے پہلے گزر چکا ہے۔

سوال: مضارع پر حرف لَمْ داخل ہونے سے وہ ماضی کا معنی کیوں دیتا ہے؟

جواب: اس لیے کہ حرف لَمْ جازمہ اور لفظی عامل ہونے کی وجہ سے کلمہ شرط کے مشابہ ہے لہٰذا جس طرح وہ ماضی کے معنے کو مستقبل میں بدلتے ہیں۔ اسی طرح لَمْ مستقبل کے معنی کو ماضی میں بدلتا ہے۔ یعنی معنی کو تبدیل کرنے میں حرف لَمْ حرفِ شرط کے مشابہ ہے۔

♥ ♥ ♥

امر اور نہی

سوال: امر کسے کہتے ہیں؟

جواب: امر وہ فعل ہے جس کے ذریعے فاعل سے فعل طلب کیا جاتا ہے۔مثلاً اِضْرِبْ (تو مار) لِیَضْرِبْ (چاہیے کہ وہ مارے)۔

سوال: اَمر مُضارِع سے کیوں مشتق ہوتا ہے؟

جواب: اس لیے کہ ان دونوں معنیٰ استقبال کے اعتبار سے مشابہت ہے۔

سوال: امرِ غائب کے شروع میں اضافہ کے لیے لام کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

جواب: اس لیے کہ لام کا مخرج مخارج کے وسط میں ہے۔اور غائب بھی متکلم اور مخاطب کے درمیان ہوتا ہے۔نیز یہ حروفِ زوائد میں سے ہے۔

سوال: حروفِ زوائد کون کون سے ہیں؟

جواب: ایک شاعر کے اس شعر میں حروفِ زوائد پائے جاتے ہیں۔

هَوِيْتُ السَّمَانَ نَشَيَّبْنِىْ وَقَدْ كُنْتُ قِدْماً هَوِيْتُ السَّمَانَا

ترجمہ:۔

میں موٹی عورتوں کو پسند کرتا ہوں۔پس انہوں نے مجھے بوڑھا کر دیا اور میں عرصہ دراز سے موٹی عورتوں کو پسند کرتا ہوں۔اس شعر میں هــویــت السمان جن حروف پر مشتمل ہے وہ زائد حروف ہیں۔

سوال: امر کے شروع میں حرفِ علت کیوں نہیں لایا گیا؟

جواب: اس لیے کہ اسطرح بعض صورتوں میں دو حرف علت جمع ہو جاتے ہیں۔

سوال: لام رم کو کسرہ کیوں دیا گیا ہے؟

جواب: اس لیے کہ یہ لامِ جارہ کے مشابہہ ہے کیونکہ افعال میں جزم اسماء میں جر کی طرح ہے۔

سوال: کیا لامِ امر کبھی ساکن بھی ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں! جب یہ لام واؤ یا فاء سے مل جائے تو ساکن پڑھتے ہیں جیسے وَلْيَضْرِبْ فَلْيَضْرِبْ۔ یہ اسی طرح ہے جیسے فَخِذٌ کو فَخْذٌ پڑھنا یعنی خاء کو ساکن کر دیا جائے اور هِيَ کو وَهْيَ اور فَهْيَ پڑھنا۔

سوال: حاضر کے صیغے سے علامتِ مضارع کو کیوں حذف کیا جاتا ہے؟

جواب: تاکہ حاضر اور غائب میں فرق کیا جائے۔

سوال: حذف کے لیے مخاطب معروف کا صیغہ کیوں منتخب کیا گیا؟

جواب: اس لیے کہ اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخاطب مجہول کے صیغوں میں علامت مضارع کو حذف نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کا استعمال قلیل ہوتا ہے۔

سوال: علامت مضارع گرانے کے بعد ہمزہ کا اضافہ کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب: اس لیے کہ علامت مضارع گرانے کے بعد جب پہلا حرف ساکن ہو تو شروع میں ہمزہ لا ضروری ہے تاکہ صیغہ پڑھا جا سکے۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ اِضْرِبْ میں ہمزہ وصل مکسور اور "اُكْتُبْ" میں مضموم ہے؟

جواب: اِضْرِبْ میں ہمزہ وصل اس لیے مکسور ہے کہ وصل کے ہمزوں میں اصل کسرہ ہے اور "اُكْتُبْ" میں ہمزہ کو کسرہ اس لیے نہیں دیا کہ اس طرح کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آتا ہے۔

سوال: "اُكْتُبْ" میں ہمزہ کو کسرہ دینے سے کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہیں آتا کیونکہ درمیان میں کاف ساکن ہے؟

جواب: کاف ساکن کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ حرف ساکن بصریوں کے نزدیک مضبوط رکاوٹ نہیں بنتا یہی وجہ ہے کہ قِنْوَةٌ کی واو کو قاف کے کسرہ کی وجہ سے یاء سے بدل کر قِنْيَةٌ پڑھتے ہیں اور نون ساکن کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔

سوال: کیا ہمزہ وصل کے مکسور اور مضموم ہونے کی کوئی اور وجہ بھی ہے؟

جواب: جی ہاں! بعض حضرات کے نزدیک عین کلمہ کے کسرہ کی اتباع میں ہمزہ وصل کو کسرہ اور عین مضموم کی اتباع میں ہمزہ وصل کو ضمہ دیا جاتا ہے۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ مضموم العین ہونے کی صورت میں ہمزہ وصل کو فتحہ دینے کی بجائے کسرہ دیتے ہیں؟

جواب: اس لیے کہ اسے فتحہ دینے کی صورت میں بعض اوقات التباس لازم آتا ہے مثلاً شاعر کا قول ہے۔

اَلْیَوْمَ اَشْرَبْ مِنْ غَیْرِ مُسْتَحْقَب ۔۔۔ اِثْماً مِنَ اللّٰہِ وَلَا وَاغِل

آج میں (محبوب کے ہاتھ سے) شراب پیتا ہوں نہ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی میں طفیلی ہوں۔

اس شعر میں "اَشْرَبْ" واحد متکلم مضارع کا صیغہ ہے۔ ضرورت شعری کے پیش نظر اس کی باء کو ساکن کر کے "اَشْرَبْ" پڑھتے ہیں اگر امر کے صیغے میں ہمزہ وصل مکسور نہ ہوتا تو یہاں پتہ نہ چلتا کہ یہ امر حاضر کا صیغہ ہے یا مضارع واحد متکلم کا۔ اسی طرح شرط کی جزا کیساتھ بھی التباس لازم آتا مثلاً اِنْ تَمْنَعْ اَمْنَعْ یہاں اَمْنَعُ متکلم کا صیغہ ہے۔

سوال: اَیْمُنِ کا الف (ہمزہ) وصلی ہے لیکن اسے فتحہ دیا گیا ہے؟

جواب: اَیْمُنٌ، یَمِیْنٌ کی جمع ہے۔ اس کا الف (ہمزہ) قطعی ہے لیکن چونکہ اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے لہٰذا اسے وصل کے لیے قرار دیا گیا۔

سوال: الف تعریف کو فتح کیوں دیا گیا؟

جواب؛ چونکہ یہ بھی بکثرت مستعمل ہے لہٰذا تخفیف کے لیے اس کو حرکت فتحہ دی گئی۔

سوال: "اُکْرِمُ" کے ہمزہ کو فتحہ کیوں دیا گیا؟

جواب: "اُکْرِمُ" کا ہمزہ وصلی نہیں بلکہ قطعی ہے یہ امر کے لیے نہیں آیا مضارع کے صیغوں میں اسے حذف کیا جاتا ہے کیونکہ واحد متکلم کے صیغے میں دو ہمزوں کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ جیسے اُکْرِمُ تو یہاں دوسرے ہمزہ کو حذف کیا۔ پھر اس کی

مناسبت سے باقی صیغوں سے بھی حذف کیا گیا۔

سوال: اِعْلَمْ کا ہمزہ وصل کی صورت میں لکھنے میں باقی رہتا ہے کیوں؟

جواب: اس کے لیے اسے حذف کرنے کی صورت میں مجرد کے امر اور باب تفعیل کے امر کے درمیان التباس کا خدشہ ہوتا ہے۔

سوال: یہ التباس، حرکات کے ذریعے دُور کیا جا سکتا ہے؟

جواب: عام طور پر حرکات کو چھوڑ دیا جاتا ہے لہٰذا التباس کا خدشہ باقی رہتا ہے یہ وجہ ہے کہ عُمَرُ اور عَمْرٌ میں فرق کے لیے عَمْرٌ کے آخر میں واو کا اضافہ کر کے عَمْرُوْ پڑھتے ہیں۔

سوال: جب لکھنے میں ہمزہ وصل باقی رہتا ہے تو بسم اللہ کا ہمزہ کیوں حذف کیا گیا؟

جواب: اس کے بکثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ وصل حذف کر دیا گیا۔

سوال: "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ" میں بسم اللہ کا ہمزہ کیوں حذف نہیں ہوا؟

جواب: اس لیے کہ اس کا استعمال کم ہوتا ہے۔

سوال: امر غائب کے آخر میں لام امر کی وجہ سے جزم کیوں دی گئی؟

جواب: چونکہ لام امر، معنیٰ کو منتقل کرنے میں کلمۂ شرط کے مشابہ ہے لہٰذا اس نے وہی عمل کیا جو کلمہ شرط کرتا ہے۔ کلمہ شرط ماضی کو مضارع کے معنیٰ میں کرتا ہے اور لام امر خبر پر داخل ہو کر اسے انشاء کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔

سوال: کیا امر حاضر کے شروع میں لام امر اور آخر میں جزم آتی ہے؟

جواب: ہاں کوفیوں کے نزدیک اسی طرح ہے کیونکہ ان کے نزدیک اِضْرِبْ کی اصل لِتَضْرِبْ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ سے "فَلْيَضْرَحُوْا" "فَلْتَضْرَحُوْا" (مخاطب کے صیغے سے) بھی منقول ہے۔

سوال: لِتَضْرِبْ سے اِضْرِبْ کیسے بن گیا؟

جواب: کثرت استعمال کے باعث لام کو حذف کیا پھر مضارع اور امر میں فرق کرنے کے لیے علامتِ مضارع کو حذف کیا اس کے بعد ضاد ساکن رہ گیا تو علامت مضارع کی جگہ ہمزہ وصل لگا دیا جس نے وہی اثر کیا جو علامت مضارع کرتی ہے یعنی آخر میں جزم دے دی جیسا کہ علامتِ مضارع کی وجہ سے آخر میں اعراب آتا ہے۔

سوال: کیا ایسی کوئی مثال ہے کہ کوئی حرف دوسرے حرف کا عمل کرے؟

جواب: جی ہاں۔ رُبَّ کے معنی میں آنے والی فاء رُب کا عمل کرتی ہے۔

فَمِثْلِكِ حُبْلٰى قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ فَأَلْهَيْتُهَا عَنْ ذِيْ تَمَائِمَ مُحْوِلِ

میں تیری جیسی کوئی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کے پاس رات کے وقت آیا تو میں نے انہیں ایک سالہ دودھ پیتے بچے سے غافل کر دیا۔ یہاں فَمِثْلِكِ میں مثل مجرور ہے اور اسے فاء نے جر دی جو رُبَّ کے معنیٰ میں ہے۔

سوال: کیا امر حاضر معروف مبنی نہیں؟

جواب: امر حاضر معروف بصریوں کے نزدیک مبنی ہے کیونکہ افعال میں اصل یہ ہے کہ وہ مبنی ہیں۔

سوال: پھر مضارع کیوں معرب ہے جبکہ وہ بھی فعل ہے؟

جواب: مضارع اس لیے معرب ہے کہ اسے اسم کے ساتھ مشابہت حاصل ہے۔

سوال: امر اور اسم کے درمیان مشابہت کیوں نہیں؟

جواب: چونکہ امر سے علامتِ مضارع حذف ہو جاتی ہے لہٰذا اس کے اور اسم کے درمیان مشابہت باقی نہیں رہتی۔ یہ وجہ ہے کہ "فَلْتَضْرَحُوْا" بالا اتفاق معرب ہے کیونکہ اس میں علامتِ مضارع باقی ہے اور وہی علت اعراب ہے۔

سوال: لِيَضْرِبَنَّ (امر با نون ثقیلہ) میں باء کو فتح کیوں دیتے ہیں؟

جواب: اگر باء کو فتحہ دیں تو دو ساکن باء اور نون اور غم در ساکن جمع ہو جاتے ہیں اور فتحہ اسلئے دیا جاتا ہے کہ وہ خفیف حرکت ہے۔

سوال: نُون تاکید لانے کی صورت میں لِيَضْرِبُوْا کی واو کیوں حذف کی جاتی ہے؟

جواب: واو کو اس لیے حذف کیا جاتا ہے کہ واو ساکن اور نون تاکید کا پہلا نون جمع ہونے سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے۔ اور اس کے حذف کرنے سے علامت فاعلیّت کا حذف بھی لازم نہیں آتا کیونکہ ضمہ اس پر دلالت کرتا ہے۔

سوال: واحد مونث حاضر کے صیغے سے یاء حذف کی جاتی ہے وہاں یاء پر دلالت کرنے

والی چیز کیا ہے؟

جواب: واحد مونث حاضر کے صیغے میں یاء کا کسرہ یاء کے قائم مقام ہے۔

سوال: نُون تاکید لانے کی صورت میں تثنیہ کا الف کیوں حذف نہیں کیا جاتا؟

جواب: اس لیے کہ اس حذف کرنے کی صورت میں واحد کے صیغے سے التباس لازم آتا ہے۔

سوال: الف تثنیہ کے بعد آنے والے نُون کو کسرہ کیوں دیا جاتا ہے؟

جواب: اس لیے کہ اسے نُون تثنیہ سے مشابہت ہے۔

سوال: تثنیہ کا نُون جو رفع (اعراب) پر دلالت کرتا ہے جیسے هَلْ تَنْصُرَ بَانِّ اسے کیوں حذف کیا جاتا ہے؟

جواب: اس لیے کہ نُون ثقیلہ کا قبل مبنی ہو جاتا ہے اور یہ نُون اعراب کی علامت ہے۔

سوال: جمع مونث کے صیغے میں الف فاصل کیوں لاتے ہیں؟

جواب: تاکہ تین نُون جمع نہ ہو جائیں۔

سوال: کیا نُون ثقیلہ اور نُون خفیفہ کے حکم میں کوئی فرق ہے؟

جواب: نُون خفیفہ کا وہی حکم ہے جو نُون ثقیلہ کا ہے البتہ الف تثنیہ اور الف فاعل کے بعد نُون خفیفہ نہیں آتا۔ یعنی فرق ہے بھی نہیں بھی۔

سوال: ان صیغوں میں نُون خفیفہ کے نہ آنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس صورت میں اجتماع ساکنین فی غیر حدہ لازم آتا ہے۔

سوال: اجتماع ساکنین فی غیر مدہ کی وضاحت کریں اور بتائیں کہ وہ یہاں کیسے لازم آتا ہے؟

جواب: اجتماع ساکنین فی حدہ یہ ہے کہ پہلا ساکن مدہ ہو اور دوسرا مدغم ہو جیسے وَلَا الضَّالِّيْنَ میں الف مدہ اور پہلا لام ساکن مدغم ہے۔ یہ اجتماع جائز ہے۔ اجتماع ساکنین فی غیر حدہ یہ ہے کہ دوسرا ساکن مدغم نہ ہو جیسے نُون خفیفہ ہے۔ یہ اجتماع جائز نہیں۔ تثنیہ یا جمع مونث کے صیغوں میں نُون ثقیلہ کے ساتھ الف ساکن کا اجتماع، اجتماع ساکنین فی حدہ ہے۔

سوال: نون ثقیلہ اور نُون خفیفہ کتنے اور کون کون سے مقامات میں آتے ہیں اور کیوں؟

جواب: یہ دونوں نُون سات مقامات میں آتے ہیں اور ان مقامات میں ان کا آنا اس لیے ہے کہ ان میں طلب کا معنیٰ پایا جاتا ہے وہ مقامات یہ ہیں۔

(۱) امر (اِضْرِبَنَّ) (۲) نہی (لَا تَضْرِبَنَّ) ۳ (استفهام دھَلْ تَضْرِبَنَّ (٤) تمنی لَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ) (٥) عَرض (اَلَا تَضْرِبَنَّ) (٦) قسم (وَاللّٰهِ لَاتَضْرِبَنَّ)

(۷) نفی اس میں یہ نون کم آتے ہیں اور یہاں ان کے آنے کی وجہ نفی کی نہی سے مشابہت ہے۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ امر (حاضر معروف) مبنی ہے اور نہی معرب ہے؟

جواب: چونکہ نہی میں عِلّتِ اعراب یعنی علامتِ مضارع برقرار رہتی ہے جبکہ امر حاضر معروف میں اسے حذف کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ مبنی ہے اور نہی معرب ہے۔

سوال: فعل مجہول کیوں لایا جاتا ہے؟

جواب: اس کی کئی وجوہ ہیں یا تو اس لیے کہ فاعل کی خاست کی وجہ سے اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں یا اسکی عظمت اور شہرت کی وجہ سے اس کا ذکر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

سوال: مجہول کا صیغہ مثلاً فُعِلَ غیر معقول ہے کیونکہ اس میں ضمہ سے کسرہ کی طرف خروج لازم آتا ہے تو اسے اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چونکہ فعل مجہول کا معنیٰ بھی غیر معقول ہے کیونکہ فعل کی نسبت فاعل کی بجائے مفعول کی طرف کی جاتی ہے۔ لہٰذا اس کے لیے صیغہ بھی غیر معقول استعمال کیا گیا۔

سوال: اس صیغہ کے غیر معقول ہونے پر کوئی شہادت پیش کریں؟

جواب: اس کے غیر معقول ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ اس وزن پر اسم سے صرف دو کلمے وُعِلٌ، اور دُعِلٌ، آتے ہیں۔

سوال: مضارع مجہول کا صیغہ یُفْعَلُ کے وزن پر کیوں لایا جاتا ہے؟

جواب: اس لیے کہ یہ صیغہ حرکات وسکنات میں فُعْلَلُ، کی مثل ہے۔ اور اس (فُعْلِلَ) کے وزن پر کوئی کلمہ نہیں آتا۔ سوائے جُنْدَبٌ، اور بُرْقَعٌ، کے گویا یہ بھی غیر معقول اور قلیل الاستعمال ہے۔

سوال: ثلاثی مزید فیہ میں فعل مجہول کس طرح آتا ہے؟

جواب: ثلاثی مزید فیہ میں سات بابوں کے علاوہ ماضی مجہول پہلے کلمہ کے ضمہ اور آخر سے پہلے حرف پر کسرہ کے ساتھ آتا ہے اور مضارع مجہول میں پہلے حرف پر ضمہ اور آخر سے ماقبل پر فتحہ ہوتا ہے۔ اور یہ ثلاثی مجرد کی اتباع ہے۔

سوال: جن سات ابواب کی استثناء کی گئی ہے ان کے نام بتائیں اور ان کی حرکات کی وضاحت کریں؟

جواب: وہ سات باب یہ ہیں۔

(۱) تَفَعُّلٌ، (۲) تَفَاعُلٌ، (۳) اِفْتِعَالٌ، (۴) اِنْفِعَالٌ، (۵) اِسْتِفْعَالٌ، (۶) اِفْعِنْلَالٌ، (۷) اِفْعِيْعَالٌ

ان ابواب کی استثناء کی وجہ یہ ہے کہ ان میں صرف پہلے کلمہ پر ضمہ اور آخر کے ماقبل پر کسرہ ہی نہیں ہوتا بلکہ ان میں ایک بات کا اضافہ بھی ہے وہ یہ کہ ان کا پہلا متحرک حرف بھی مضموم ہوتا ہے مثلاً تُـفُعِّلَ میں تاء اور فاء دونوں مضموم ہیں جب کہ اُکْرِمَ میں صرف ہمزہ مضموم ہے۔

سوال: باب تَفَعُّل اور تَفَاعُل کی ماضی مجہول میں فاء کلمہ کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: اس لیے کہ اگر ضمہ نہ دیا جاتا تو باب تَفْعِيْل اور مُفَاعَلَة کے مُضارِع کے ساتھ التباس لازم آتا۔

سوال: باقی پانچ بابوں میں پہلے کلمہ کو ضمہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس لیے کہ ضمہ نہ ہونے کی صورت میں حالت وقف میں امر کے ساتھ التباس لازم آنے کا خدشہ تھا۔ مثلاً باب افتعال میں ماضی مجہول اور امر ہم شکل ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ امر میں تاء مفتوح ہے اور ماضی مجہول میں تاء مضموم ہے۔ یہ ضمہ التباس کے ڈر کو ختم کرتا ہے۔

❤❤❤

اسمِ فاعل

سوال: اسمِ فاعل کسے کہتے ہیں اور یہ کس سے مشتق ہوتا ہے؟

جواب: اسمِ فاعل وہ اسم ہے جس کے ساتھ فعل بمعنیٰ حدوث قائم اور یہ فعل مضارع سے مشتق ہوتا ہے۔

سوال: اسمِ فاعل مضارع سے کیوں مشتق ہوتا ہے؟

جواب: اس لیے کہ اسمِ فاعل کو فعل مضارع سے مشابہت حاصل ہے مثلاً دونوں نکرہ کی صفت واقع ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ کئی دوسرے امور میں بھی ان کے درمیان مناسبت ہے۔ جن کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔

سوال: ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل کا صیغہ کس وزن پر آتا ہے اور کیسے بنتا ہے؟

جواب: ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل 'فَاعِلٌ' کے وزن پر آتا ہے علامتِ مضارع کو حذف کر کے عین اور لام کے درمیان الف کا اضافہ کرتے ہیں۔ اور عین کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں۔ اور آخر میں تنوین لاتے ہیں۔

سوال: اضافہ کے لیے الف کی تخصیص کیوں کی گئی ہے؟

جواب: اس لیے کہ یہ خفیف ہے۔

سوال: الف کا اضافہ شروع میں کیوں نہیں کیا جاتا؟

جواب: اگر شروع میں اضافہ کریں تو مضارع واحد متکلم اسم تفضیل کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔

سوال: اسمِ فاعل میں عین کو کسرہ کیوں دیتے ہیں؟

جواب؛ اس لیے کہ اگر فتحہ دیں تو باب مُفَاعَلہ کی ماضی کے ساتھ التباس لازم آتا ہے اور ضمہ اس لیے نہیں دیتے کہ وہ ثقیل ہے۔

سوال: کسرہ کی صورت میں باب مفاعلہ کے امر کے ساتھ التباس لازم آتا ہے۔ اس کے باوجود کسرہ کیوں دیا گیا؟

جواب: یہ ٹھیک ہے لیکن ضرورت کے تحت کسرہ دیا گیا۔ کیونکہ کسرہ درمیانی حرکت ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ فتحہ کے مقابلے میں کسرہ اس لیے اختیار کیا گیا کہ اس کی وجہ سے امر کے ساتھ التباس لازم آتا ہے۔ اور ماضی کے مقابلے میں یہ التباس اختیار کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ امر بھی مضارع سے مشتق ہے۔ اور اسمِ فاعل بھی۔

سوال: مصنف نے صفتِ مُشبہ کے صیغے اسمِ فاعل کی بحث میں ذکر کیے ہیں وہ کون کون سے ہیں۔ اور ان کو الگ کیوں نہیں ذکر کیا؟

جواب: چونکہ اسمِ فاعل ثلاثی اور صفت مشبہ میں مشابہت تامہ پائی جاتی ہے۔ لہٰذا مصنف نے صفتِ مشبہ کو اسمِ فاعل ثلاثی مجرد کی بحث میں ذکر کیا۔ صفتِ مشبہ کے اوزان مع امثال درج ذیل ہیں۔

(۱) فَعِلٌ۔ فَرِقٌ (۶) فَعَالٌ۔ جَبَانٌ

(۲) فَعْلٌ۔ شَكْصٌ (۷) فَعَلٌ۔ حَسَنٌ

(۳) فُعْلٌ۔ صُلْبٌ (۸) فُعَالٌ۔ شُجَاعٌ

(۴) فِعْلٌ۔ مِلْحٌ (۹) فَعْلَانٌ۔ عَطْشَانٌ

(۵) فُعُلٌ۔ جُنُبٌ (۱۰) اَفْعَلُ۔ اَحْوَلُ

(۱) ڈرپوک (۲) بدخو (۳) سخت

(۴) نمکین وکھاری (۵) ناپاک (۶) بُزدل

(۷) خوبصورت (۸) بہادر (۹) پیاسا

(۱۰) بھینگا۔

سوال: ان وزان میں سے کون سا وزن ماضی مکسور العین سے مختص ہے؟

جواب: اَفْعَلُ کا وزن فَعِلَ يَفْعَلُ سے مختص ہے۔ جیسے اَحْوَلُ۔

سوال: کیا اَفْعَلُ کے وزن پر اس باب کے علاوہ کسی دوسرے باب سے بھی کچھ اسماء آتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! چھ اسم ایسے ہیں جو مضموم العین ماضی سے اَفْعَلُ کے وزن پر آتے ہیں۔ وہ چھ اسم یہ ہیں۔(۱) اَحْمَقُ (۲) اَخْرَقُ (۳) اٰدَمُ (۴) اَرْعَنُ (۵) اَسْمَرُ (٦) اَعْجَفُ

سوال: کیا ان کے علاوہ بھی کوئی اسم مضموم العین ماضی سے آتا ہے؟

جواب: جی ہاں! اصمعی کے نزدیک اَعْجَمُ بھی اسی وزن پر آتا ہے۔

سوال: کیا ان مندرجہ بالا اسماء کی لغات میں کچھ اختلاف بھی ہے؟

جواب: جی ہاں! فَرّاء کے نزدیک اَحْمَقُ مکسور العین سے بھی آتا ہے۔ اسی طرح اَخْرَقُ اَسْمَرُ، اَعْجَفُ بھی ایک لغت میں ماضی مکسور العین سے آتے ہیں۔

سوال: اسم تفضیل ثلاثی مجرد کے علاوہ دوسرے ابواب سے کیوں نہیں آتا؟

جواب: اسم تفضیل اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے اور ثلاثی مزید فیہ سے جب تک کوئی حرف حذف نہ کیا جائے یہ نہیں آسکتا۔ اور حذف کرنے کی صورت میں مختلف ابواب کے اسم تفضیل کے درمیان التباس لازم آنے کا ڈر ہے۔ مثلاً باب اِفعال اور باب استفعال سے اسم تفضیل اَخْرَجُ آئے گا لیکن یہ نہیں معلوم ہوگا کہ اس کا معنی زیادہ نکلنے والا، زیادہ نکالنے والا یا خروج کی زیادہ طلب ہے۔

سوال: رنگ اور عیب کے معانی پر مشتمل ابواب سے اسمِ تفضیل کیوں نہیں آتا؟

جواب: اس لیے کہ ان میں وزن یعنی اَفْعَلُ صفت کے لیے آتا ہے۔ اگر اسم تفضیل کے لیے بھی آئے تو التباس کا ڈر ہے۔

سوال: اسمِ تفضیل فاعل سے آتا ہے مفعول سے کیوں نہیں آتا؟

جواب: اس لیے کہ اس صورت میں اسمِ فاعل اسمِ مفعول کے اسم تفضیل میں التباس لازم آتا ہے۔

سوال: اس کا الٹ بھی تو کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اسمِ تفضیل فاعل کے لیے نہ آئے اور مفعول کے لیے آئے؟

جواب: فاعل کے لیے اسم تفضیل کو اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ فاعل مقصود ہوتا ہے اور مفعول زائد ہوتا ہے نیز فاعل میں عموم ہوتا ہے یعنی یہ لازم اور متعدی دونوں قسم کے فعلوں سے آتا ہے لیکن مفعول میں عموم نہیں ہے۔

سوال: آپ نے کہا ہے کہ مفعول سے اسم تفضیل نہیں آتا حالانکہ اشغل مفعول کے معنیٰ میں زیادتی کے لیے آتا ہے اس کا معنیٰ زیادہ مشغول ہے۔ اسی طرح غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل آرہا ہے۔ جیسے اَعْطَاھُمْ اور اولَاھُمْ نیز عیب سے بھی افعل کا وزن اسم تفضیل کے لیے استعمال ہو رہا ہے جیسے احْمَقُ زیادہ بے وقوف کے معنیٰ میں ہے؟

جواب: یہ تمام مثالیں شاذ ہیں۔

سوال: ذات النحیین اور ھبنقه سے کیا مراد ہے؟

جواب: النحی گھی کے مشکیزے کو کہتے ہیں اور ذات النحیین (دو مشکیزوں والی) سے بنو تیم کی ایک عورت مراد ہے اس کے پاس گھی کے دو مشکیزے تھے اسے ایک واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے وہ بہت مشغول ہو گئی۔ اب یہ ضرب المثل بن گئی کہ جو شخص زیادہ مشغول ہو تو کہا جاتا ہے ''اشغل من ذات النحیین'' (دو مشکیزوں والی سے بھی زیادہ مشغول)۔

نوٹ

اس عورت کا مکمل واقعہ معلوم کرنا ہو تو مراح الارواح عربی کے حاشیہ پر ملاحظہ کریں۔ یہاں اردو میں اسے نقل کرنا مناسب نہیں۔

هَبَنَّقَه ایک بے وقف شخص کا لقب ہے۔ اس کا نام یزید ابن ثوران تھا اس نے

گلے میں مختلف رنگوں کے تعویذ ڈال رکھے تھے تاکہ اس کہ پہچان رہے۔ ایک رات اس کے بھائی نے وہ تعویذ اپنے گلے میں ڈال لیے تو اس نے دیکھ کر کہا کہ تُو، میں ہوں اور میں کون ہوں۔

نوٹ:

اسم فاعل فَعِیلٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے نَصِیرٌ اور یہ وزن اسم مفعول کے لیے بھی آتا ہے اور ایسی صورت میں مذکر اور مونث برابر ہوتے ہیں جیسے قتیلٌ بمعنی مَقتُولٌ اور جَرِیحٌ بمعنی مَجرُوحٌ اسم مفعول کے یے یہ وزن مذکر اور مونث دونوں کے لیے اس لیے لایا جاتا ہے تاکہ اسم فاعل اور مفعول میں فرق کیا جا سکے البتہ اگر ایسا کلمہ ہو جو اسماء میں شمار ہوتا ہے تو وہاں مونث کے لیے فَعِیلَةٌ کا وزن آئے گا جسے ذَبِیحَةٌ اور لَقِیلَةٌ بعض اوقات اسم مفعول اسم فاعل کے مشابہ ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں مونث کے لیے تائے تانیث نہیں لاتے جیسے اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیبٌ مِنَ الْمُحسِنِینَ۔ یہاں اگرچہ قَرِیبٌ فاعل کا معنیٰ دیتا ہے لیکن اسم مفعول کے مشابہ ہونے کی وجہ سے قریبٌ پر جو رحمةٌ کی صفت ہے تائے تانیث نہیں لگائی گئی۔ حالانکہ رحمۃ کی نسبت سے یہاں قریبۃ ہونا چاہیے تھا۔

مبالغہ کے صیغے

فاعل کے مبالغہ کے لیے فَعُولٌ کا وزن آتا ہے جیسے مَضُوعٌ بہت روکنے والا یہ وزن جب فاعل کے لیے آئے تو اس میں اور مذکر اور مونث دونوں برابر ہوتے ہیں۔ جیسے اِمرأۃٌ صَبُورٌ اگر مفعول کے لیے استعمال ہو تو مونث کے صیغے میں تاء لانا پڑے گی۔ جیسے نَاقَةٌ عَلُوبَةٌ اس طرح فاعل اور مفعول میں مساوات ہو جائیگی کیونکہ فَعِیلٌ کا صیغہ مفعول کے لیے عمومیت کا حامل ہے۔ اور فَعُولٌ کا صیغہ فاعل کے لیے عمومیت کا حاملِ ہے۔

سوال: مِنْعِيلٌ، کے آخر میں تائے تانیث کی ضرورت نہیں ہے لیکن مِسْکِیْنَۃٌ، کے آخر میں تا آرہی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چونکہ معنوی اعتبار سے مِسْکِیْنَۃٌ، فَقِیْرَۃٌ، کے مقابلے میں ہے اور وہاں تاء موجود ہے اس لیے یہاں بھی لائی گئی جیسا کہ ھِیَ عَدُوَّۃٌ اللّٰہِ میں تا نہیں آنی چاہیے تھی کیونکہ فَعُوْلٌ، جب فاعل کے معنی کے لیے آتا ہے تو مذکر اور مونث کے لیے برابر ہوتا ہے لیکن یہ صَدِیْقَۃٌ، کے مقابلے میں ہے اس لیے اس کا لحاظ کرتے ہوئے عَدُوٌّ، کے آخر میں تا لگا کر عَدُوَّۃٌ، بنایا۔

سوال: غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل بنانے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کا صیغہ مضارع کے صیغہ سے یوں بنتا ہے کہ علامت مضارع کو گرا کر اس کی جگہ میم مضموم لگا دیتے ہیں اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دے کر آخر میں تنوین لگاتے ہیں جیسے یُکْرِمُ سے مُکْرِمٌ۔

سوال: میم کی تخصیص کس وجہ سے ہے؟

جواب: چاہیے تو یہ تھا کہ حروف علت میں سے کوئی حرف لگایا جاتا لیکن ان حروف کا لانا مشکل ہے کیونکہ الف کی صورت میں ساکن سے ابتدا لازم آتی ہے جو ناجائز ہے اور واو کا اضافہ شروع میں نہیں کیا جاتا اور یاء لگانے کی صورت میں مضارع کے ساتھ التباس لازم آتا ہے اور میم کا اضافہ اس لیے کیا گیا کہ وہ حرف شفوی ہونے کی وجہ سے واو کے مشابہ ہے۔

سوال: میم کو ضمہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: میم کو فتحہ دینے کی صورت میں ثلاثی مجرد کے اسم ظرف سے التباس لازم آتا ہے اور کسرہ اس لیے نہیں دیتے کہ میم علامت مضارع کے قائم مقام ہے۔ اور علامت مضارع پر کسرہ نہیں ہوتا۔

سوال: آپ کے بقول اسم فاعل کے آخر کا ماقبل مکسور ہوتا ہے لیکن مُسْهَبٌ' فاعل کے لیے آرہا ہے جبکہ یہاں آخر کا ماقبل حرف مفتوح ہے۔ اسی طرح یافِعٌ' مُفْعِلٌ' کے وزن پر نہیں ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: یہ دونوں شاذ ہیں۔

نوٹ

اسم فاعل کے آخر میں جب تائے تانیث آتی ہے تو اس کا ماقبل فتحہ پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ یہ کلمہ وسط کی طرح ہو جاتا ہے اور اعراب وسط میں نہیں آتا جیسا کہ نون تاکید اور یائے نسبت لگانے کے وقت اعراب ختم ہو جاتا ہے اور فتحہ پر مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔

اسم مفعول

اسم مفعول وہ اسم ہے جو مضارع مجہول سے مشتق ہوتا ہے اور ثلاثی مجرد سے اس کا صیغہ مفعول کا وزن پر آتا ہے۔ جیسے مضروبٌ' جو یُضْرَبُ سے مشتق ہے۔

سوال: اسم مفعول فعل مضارع سے کیوں مشتق ہوتا ہے؟

جواب: چونکہ حرکات وسکنات اور حروف کی تعداد کے اعتبار سے فعل مضارع مجہول اور اسم مفعول جو اصل میں مُفْعَلٌ' کے وزن پر آتا ہے میں مشابہت پائی جاتی ہے۔

سوال: اسم مفعول کے شروع میں حرف زائد کے طور پر میم کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

جواب: اس سوال کے جواب کے لیے دیکھیے صفحہ ۵۲ پر سوال نمبر ۳ کا جواب۔

سوال: اس طرح اسم مفعول کا صیغہ مَفْعُوْلٌ' کیسے بن گیا؟

جواب: ثلاثی مجرد کے لیے اسم مفعول اگر مُفْعَلٌ' کے وزن پر ہوتا تو باب اِفْعَالٌ' کے اسم

مفعول کے ساتھ التباس لازم آتا لہٰذا میم کو فتحہ دے دیا لیکن اس صورت میں اسم ظرف کے ساتھ التباس لازم آتا تھا اس لیے عین کلمہ کو ضمہ دے دیا اب یہ مَفْعُلٌ بن گیا لیکن چونکہ کلام عرب میں مَفعُلٌ، تاء کے بغیر نہیں آتا اس لیے عین کلمہ کے ضمہ کو اشباع کے ساتھ پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے واؤ پیدا ہوتی ہے اور یہ مَفعولٌ کا صیغہ بن جاتا ہے اور تنوین اس لیے داخل کی گئی کہ یہ اسم کی علامت ہے۔

سول: غیر ثلاثی مجرد کا اسم مفعول اور اسم ظرف فعل مضارع مجہول کے وزن پر آتے ہیں لیکن ثلاثی مجرد کی حرکات میں تبدیلی کی گئی ہے اسکی کیا وجہ ہے؟

جواب: ثلاثی مجرد کے اسم مفعول میں حرکت کی تبدیلی اس لیے کی گئی ہے کہ اسم فاعل کے ساتھ تبدیلی کے لحاظ سے مشابہت پیدا ہو جائے کیونکہ فعل مضارع مفتوح العین ہو یا مضموم العین اسم فاعل بناتے وقت عین کلمہ کی حرکت میں تبدیلی کر کے کسرہ دیتے ہیں اور بجائے فَاعُلٌ، اور فَاعَلٌ، کے فَاعِلٌ، پڑھتے ہیں۔ پس اسم مفعول میں تبدیلی کر کے اسم فاعل کے ساتھ اس کے بھائی چارے کو قائم رکھا گیا۔ غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول کا صیغہ اسم فاعل کے صیغے کی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اسم مفعول کے آخر کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جیسے مُسْتَخْرَجٌ۔

♥♥♥

اسمِ ظرف

سوال: ظرف مکان کی تعریف کریں اور بتائیں کہ یہ کس سے بنتا ہے؟

جواب: ظرف مکان وہ اسم ہے جو فعل مضارع معروف سے مشتق ہوتا ہے۔ ایسی جگہ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جس میں فعل واقع ہو۔ ثلاثی مجرد سے اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع معروف سے علامتِ مضارع گرا کر میم مفتوح لگا دیتے ہیں اور آخر میں تنوین کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ شروع میں میم لگانے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اسم مفعول اور اسم ظرف میں مشابہت ہوتی ہے کیونکہ فعل کا وقوع ان دونوں پر ہوتا ہے اس لیے اسم مفعول کی طرح یہاں بھی میم کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اسم مفعول میں واؤ زائد بھی ہوتی ہے یہاں کیوں نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح اسم ظرف اور اسم مفعول میں التباس کا خدشہ تھا۔

سوال: مضارع مفتوح العین سے اسم ظرف کا صیغہ کس طرح آتا ہے؟

جواب: مضارع مفتوح العین سے اسم ظرف مَفعَلُ' کے وزن پر یعنی مفتوح العین ہی آتا ہے جیسے یَذْهَبُ سے مَذْهَبُ' ۔ البتہ مثال سے اسم ظرف مسکور العین آتا ہے۔ جیسے مَوْجِلُ'۔

سوال: اس فرق کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اگر مثال سے اسم ظرف مفتوح العین ہوتا تو فَوْعَلُ' کا وزن بن جاتا ہے جُوْرَبُ' تو اس لیے یہ گمان ہوتا کہ یہ اسم ظرف نہیں بلکہ ثلاثی مجرد ملحق بر باعی مجرد کا مصدر ہے لہٰذا اس وہم کو دور کرنے کے لیے عین کلمہ کو کسرہ دیا کیونکہ کسرہ کی صورت میں فَوْعِلُ' کا وزن بن بھی جائے تو یہ کلامِ عرب میں نہیں پایا جاتا۔

سوال: مضارع مکسور العین سے اسم ظرف کا صیغہ کیسے آتا ہے؟

جواب: مضارع مکسور العین سے اسم ظرف کا صیغہ مکسور العین یعنی مَفعِلٌ' کے وزن پر آتا ہے البتہ ناقص سے مفتوح العین آتا ہے جیسے مَرْمیً جو اصل میں مَرْمَیٌ' ہے۔
اس کو مفتوح العین لانے کی وجہ یہ ہے کہ یا دو کسروں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ اگر عین کو بھی کسرہ دیا جائے تو توالی کسرات لازم آتا ہے۔

سوال: مضارع مضموم العین سے اسم ظرف کا صیغہ مضموم العین کیوں نہیں آتا؟

جواب: مضارع مضموم العین سے اسم ظرف مضموم العین نہیں آتا کیونکہ ضمہ ثقیل ہوتا ہے۔
لہٰذا اس کا اسم ظرف مَفعِلٌ' اور مَفعَلٌ' میں تقسیم کر دیا گیا گیارہ اسم مَحو فَعِلٌ' کے وزن پر آتے ہیں وہ یہ ہیں۔
اَلْمَنسِكُ وَالْجَزِرُ والْمَبِتُ والْمَطْلِعُ وَالْمَشْرِقُ والْمَغْرِبُ والْمَرفِقُ وَالْقُسِطُ وَالْمَسْكِنُ وَالْمَسْجِدُ والمفرِقُ ۔اور باقی اسمائے ظروف مَفْعَلٌ' کے وزن پر آتے ہیں کیونکہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔
ظرف زمان بھی ظرف مکان کی طرح ہے مثلاً (مقتل الحسین) جائے شہادت حسین اور وقت شہادت حسین۔

♥♥♥

اسمِ آلہ

سوال: اسم آلہ کی تعریف کریں اور بتائیں کہ یہ کس فعل سے بنتا ہے؟

جواب: اسم آلہ وہ اسم ہے جو مضارع مجہول سے بنتا ہے اور ایسی چیز کے لیے بولا جاتا ہے جو کام کے لیے بطور آلہ استعمال ہو اور اس کا صیغہ مِفْعَلْ' کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے شاعر کہتا ہے۔

اَلْمَفْعِلُ لِلْمَوْضِعِ وَالْمِفْعَلُ لِلْاٰلَۃِ   وَالْفَعْلَۃُ لِلْمَرَّۃِ وَالْفِعْلَۃُ لِلْحَالَۃِ

ترجمہ:

مَفْعِلُ' کا وزن اسم ظرف کے لیے آتا ہے اور مِفْعَلُ' کا وزن اسم آلہ کے لیے اسی طرح فَعْلَۃٌ' کا وزن تعداد کے لیے آتا ہے۔ اور فِعْلَۃٌ' کا وزن حالت کے لیے آتا ہے۔ مثلاً ضَـرْبَۃٌ' ایک بار مارنا اور ضِـرْبَۃٌ' ایک مخصوص حالت میں مارنا۔

سوال: اسم آلہ کے میم کو کسرہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چونکہ اسم ظرف کا میم بھی مفتوح ہوتا ہے اس لیے ان دونوں میں فرق کیے لیے اسم آلہ کے میم کو مکسور رکھا جاتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ میم مضموم سے بھی یہ فرق معلوم کیا جا سکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ضمہ ثقیل ہوتا ہے۔ نیز ضمہ کی صورت میں باب افعال کے اسم مفعول سے التباس لازم آتا۔

نوٹ

اسم آلہ مُـفِعَالُ' کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مِقْرَاضٌ' (قینچی) اور مُـفتَاحُ' (چابی) اور کبھی مضموم العین اور مضموم المیم بھی آتا ہے۔ مُسْـنُـطٌ' اور (نسوار دان) اور مُنْـخُـلُ' (چھلنی) اسی طرح کے دوسرے صیغے ہیں لیکن سیبویہ نے

اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ وزن اسم آلہ کے لیے نہیں آتا
بلکہ یہ مثالیں جو پیش کی گئی ہیں یہ مخصوص چیزوں کے نام ہیں یعنی مُسْـــعُـــط،
ایک برتن کا نام ہے۔ آلہ نہیں۔ اسی طرح دوسرے بھی۔

دوسرا باب

مضاعف

مضاعف کو اصم بھی کہتے ہیں کیونکہ اصم بہرے کو کہا جاتا ہے۔ اور دوسرے آدمی کی بات سنانے کے لیے شدت اور چہرہ آواز بلند کرنے) کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ مضاعف میں ادغام ہوتا ہے اور اسی بنا پر اس کی پڑھنے میں شدت اور قدرے جہر پایا جاتا ہے لہٰذا اسے ''اصم'' کہتے ہیں۔

سوال: چونکہ مضاعف میں حرف علت اور ہمزہ نہیں ہوتا اس لیے اس کو صحیح کہنا چاہیے لیکن کیا وجہ ہے کہ اسے صحیح نہیں کہا جاتا؟

جواب: بعض اوقات ضرورت کی بنا پر اس کا ایک حرف حرفِ علت سے بدل جاتا ہے جیسے تَقَضِنیّ البازی جو اصل میں تَقَضُّضَ البازی تھا آخر ضاد کو یا سے بدل دیا اور ماقبل کو کسرہ دے دیا اب تَقَضِیّ' البازی ہو گیا اس سے آسان مثال اَمْلَیْتُ ہے جو اصل میں اَعَلْتُ تھا لام کو یاء سے بدلا اَمْلَیْتُ ہو گیا۔

نوٹ

مضاعف تین بابوں سے آتا ہے۔ فَعَلَ یَفْعُلُ سَتَّرَ یَسُرُّ فَعَلَ یَفْعِلُ فَرَّ یَفِرُّ اور فَعِلَ یَفْعَلُ عَضَّ لَیَضُّ۔ فَعُلَ یَفْعُلُ (کرم یکرم) سے مضاعف بہت کم آتا ہے جیسے حَبَّ یَحُبُّ فَهُوَ حَبِیْبُ' لَبَّ یَلُبُّ فَهُوَ لَبِیْبُ'۔

سوال: مضاعف میں ادغام کی کیا صورت ہے؟

جواب: جب مضاعف میں ایک جنس کے دو حرف یا دو قریب المخرج حرف جمع ہوں تو پہلے کا دوسرے میں ادغام کرتے ہیں کیونکہ تکرارِ حروف سے ثقل پیدا ہوتا ہے۔

متجانسین کی مثال مَدّ، مَدَّ الخ اور متقاربین فی المخرج میں ادغام کی مثال اَخْرَجَ شَطْاَهُ جیم اور شین قریب المخرج ہیں اور قَالَتْ طَّائِفَةٌ' ۔

سوال: ادغام کا مضموم کیا ہے؟

جواب: جاء اللہ کے نزدیک حرف کو اس کے مخرج میں اتنا ٹھہرانا جتنی دیر دو حرفوں کو ٹھہرایا جاتا ہے ادغام کہلاتا ہے۔

اور بعض نے کہا کہ پہلے حرف کو ساکن کر کے دوسرے میں داخل کر دینا ادغام ہے متجانسین میں ادغام کی صورت میں لکھنے میں ایک حرف آئے گا اور پڑھنے میں دونوں حرف اور متقاربین میں ادغام کی صورت میں لکھنے میں بھی اور پڑھنے میں بھی دونوں حرف آئیں گے جیسے قَالَتْ طَّائِفَةٌ۔

سوال: اجتماع حرفین کی اقسام اور احکام بیان کریں؟

جواب: دو حرفوں کے اجتماع کی تین قسمیں ہیں (ا) دونوں حرف متحرک ہوں اس صورت میں اگر دونوں حرف دو کلموں میں ہو جیسے مَنَا سِكَكُمْ تو یہاں ادغام جائز ہے اور اگر دونوں حرف ایک کلمہ میں ہوں تو ادغام واجب ہے جیسے مَدَّ۔

سوال: جب دو ہم جنس حرف ایک ہی کلمہ میں ہوں تو ادغام واجب ہوتا ہے۔ کیا ایسی مثالیں بھی ہیں جہاں اس صورت میں ادغام نہ کیا جاتا ہو وہ مقامات بتائیں اور ادغام نہ کرنے کی وجہ لکھیں؟

جواب: الحاقیات میں ادغام نہیں ہوتا جیسے قَرْدَدَ اور جَلْبَبَ میں ادغام نہیں کیا گیا کیونکہ ادغام کی صورت میں الحاق باطل ہو جاتا ہے حالانکہ الحاق غرض اور مطلوب ہے اور غرض کو باقی رکھنا ضروری ہے اسی طرح ان اوزان میں بھی ادغام نہیں کیا جائے گا جن میں ادغام کی وجہ سے التباس لازم آتا ہے۔ جیسے صَكَكٌ (ست آدمی) سُرَرٌ (چارپائیاں) جُدَدٌ (سخت زمین) طَلَلٌ (کھنڈرات) ان الفاظ میں ادغام کرنے کی صورت میں صَكٌّ (چیک) سُرٌّ (ناف) طَلٌّ (شبنم) کے ساتھ التباس لازم آتا ہے۔

سوال: رَدٌّ ، فَرَّ اور عَضَّ میں ادغام کی وجہ سے پتہ نہیں چلتا کہ یہ ماضی مضموم العین ہے یا مفتوح العین، اسی طرح فَرَّ میں پتہ نہیں چلتا کہ یہ ماضی مفتوح العین ہے یا مکسور العین ہے یونہی عَض میں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ماضی مفتوح العین ہے یا مکسور العین لہٰذا ادغام نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ التباس لازم آتا ہے؟

جواب: یہاں التباس لازم نہیں آتا کیونکہ رَدَّ ، یَرُدُّ کی ماضی ہے اور مضاعف میں باب فَعُلَ یَفْعُلُ نہیں آتا لہٰذا واضح ہو گیا کہ رَدَّ اصل میں رَدُدَ نہیں بلکہ رَدَدَ ہے۔ اسی طرح فَرَّ یَفِرُّ کے بارے میں یَفِرُّ سے پتہ چلا کہ اصل فَرَرَ ہے فَرِرَ نہیں کیونکہ مضاعف سے باب فَعِلَ یَفْعِلُ نہیں آتا اسی طرح عَضَّ کے بارے میں یَعَضُّ سے معلوم ہوا کہ یہ عَضَضَ نہیں ہے کیونکہ مضاعف سے باب فَعَلَ یَفْعَلُ نہیں آتا۔

سوال: بعض لغات میں حَيِيَ میں ادغام نہیں کیا گیا لہٰذا آپ کا بیان کردہ قاعدہ ٹوٹ گیا کیونکہ اگر ادغام واجب ہوتا تو حَيِيَ میں بھی ادغام کیا جاتا؟

جواب: اس میں ادغام نہ کرنے کی دو وجہیں ہیں۔

نمبر(۱) اس صورت میں مضارع یَحَیُّ ہوتا اور یائے ضعیف پر ضمہ آجاتا جو صحیح نہیں۔

نمبر(۲) کہا گیا ہے کہ آخر یاء غیر لازم ہے کیونکہ یہ بعض اوقات گر جاتی ہے جیسے حَيُوا میں اور کبھی الف سے بدل جاتی ہے جیسے یَحْیَا میں۔

سوال: اجتماع حرفین کی دوسری قسم اور اس کا حکم بیان کریں؟

جواب: ہم جنس حرفوں کے اجتماع کی دوسری قسم یہ ہے کہ ان میں پہلا حرف ساکن ہو۔ ایسی صورت میں ادغام واجب ہوگا کیونکہ اس کے بغیر کلمے کا پڑھنا مشکل ہے جیسے مَدٌّ، جو اصل میں مَدْدٌ، تھا فَعْلٌ، کے وزن پر ہے ادغام کے بعد مَدٌّ، ہو گیا۔

سوال: اجتماع حرفین کی تیسری قسم کی وضاحت کریں؟

جواب:۔

ایک جنس کے دوحرفوں کے اجتماع کی تیسری صورت یہ ہے کہ ان میں سے دوسرا حرف ساکن ہو۔ایسی صورت میں ادغام ناممکن ہوگا کیونکہ ادغام کے صحیح ہونے کی شرط یعنی دوسرے حرف کا متحرک ہونا یہاں نہیں پائی جاتی یہ بھی کہا گی اہے کہ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ پہلے حرف کو ساکن کر دیا جائے لیکن اس صورت میں دوساکنِ جمع ہو جائیں گےاور یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک بھنور سے نکل کر دوسرے میں داخل ہوجانا بعض نے کہا ہے کہ چونکہ ادغام کا مقصد تخفیف کا حصول ہےاور وہ سکونِ حرف کی وجہ سے حاصل ہے نیز ادغام کی شرط بھی نہیں پائی جاتی لہٰذا ادغام نہیں ہوگا لیکن انہوں نے دوہم جنس حرف کے اجتماع سے بچنے کے لیے بعض مقامات پرایک حرف کو حذف کرنا جائز قرار دیا ہے جیسے ظَلْتُ جواصل میں ظَلَلْتُ تھا پہلے متحرک لام کو حذف کر دیا گیا اور یہ جواز ایسے ہی ہے جیسے انہوں نے دوہم جنس حرف جمع ہونے کی صورت میں بعض مقامات پرقلب کو جائز قراردیا جیسے تَقَضَی البَازِی ۔اس قاعدے کے مطابق بعض لوگوں نے قِرْنَ فِی بُیُوْتِکُنَّ کی قرات میں قِرْنَ کو قرار سے لیا ہے یعنی اس کا مادہ قرار ہےاس صورت میں قرن کی اصل اِقْرِرْنَ ہے پہلی را کی حرکت کاف کو دے دی۔ راءاور ہمزہ دونوں کو حذف کر دیا اب قِرْنَ ہوگیااور بعض نے اسے وَقَرَ یَقِرُوَقَارًا سے پڑھا ہے قِرْنَ کو فتحہ کے ساتھ قَرْنَ پڑھیں گےتو قَرَّ یَقَرُّ سے ہوگا کیونکہ ایک لغت فتحہ کے ساتھ یَقَرُّ بھی ہے۔اس صورت میں اس کی اصل اِقْرَرْنَ بروزنِ اِعْلَمْنَ ہوگی پس را کی حرکت نقل کر کے کاف کو دیں گے۔رااور ہمزہ وصل دونوں کو گرادیں گےتو قَرْنَ ہو جائے گا۔

سوال: یہ اس صورت میں ہے جب سکون لازمی ہو اور اگر سکون عارضی ہو تو کیا کریں گے؟

جواب: ایسی صورت میں ادغام بھی جائز ہے جیسے اَمَدُّ بغیر ادغام کے مُدَّوال کے فتحہ کے ساتھ کیونکہ فتحہ خفیف ہے مُدِّوال کے کسرہ کے ساتھ کیونکہ ساکن کو حرکت دینے میں کسرہ اصل ہے اور مُدُّ ضمہ کے ساتھ میم کی اتباع میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فِرُّ جائز نہیں کیونکہ وہاں اتباع نہیں پائی جاتی اس لیے کہ فاء کسور ہے۔

سوال: اُمْدُدْنَ میں ادغام یوں نہیں کیا گیا؟

جواب: جب سکون لازمی ہو تو ادغام نہیں ہوتا اس لیے اُمْدُدْنَ میں ادغام نہیں ہوگا کیونکہ یہاں سکوں لازمی ہے عارضی نہیں۔

گردان۔ امر حاضر معروف بانون ثقیلہ مُدَّنَّ مُدَّانِّ مُدُّنَّ مُدِّنَّ مُدَّانِّ اُمْدُدْنانِّ۔

گردان۔ امر حاضر معروف بانون خفیفہ مُدَّنْ ، مُدُّنْ ، مُدِّنْ۔

سوال: اسم فاعل اور اسم مفعول میں ادغام کی کیا صورت ہے؟

جواب: اسم فاعل مَادٌّ ہے جو اصل میں مَادِدٌ تھا پہلی دال کو ساکن کر کے دوسرے دال میں ادغام کر دیا۔ اسمِ مفعول مَمْدُوْدٌ ہے اس میں ادغام نہیں ہوتا کیونکہ ہم جنس حروف جدا جدا ہیں۔

سوال: اسم ظرف اور اسم آلہ میں ادغام کی کیفیت لکھیں؟

جواب: اسم ظرف زمان اور مکان مَمَدٌّ ہے جو اصل میں مَمْدَدٌ تھا پہلی دال کا فتحہ ماقبل میم ساکن کو دیا اور دال کا دال میں ادغام کر دیا۔

اسمِ آلہ مِمَدٌّ اصل میں مِمْدَدٌ تھا پہلی دال کا فتحہ میم کو دے کہ دال کا دال میں ادغام کر دیا۔

سوال: ماضی مجہول اور مضارع مجہول کے صیغے میں ادغام کی وضاحت کریں؟

جواب: ماضی مجہول مُدَّا میں مُدِدَ تھا پہلی دال کو ساکن کر کے دال کا دال میں ادغام کر دیا۔
مضارع مجہول یُمَدُّ اصل میں یُمْدَدُ تھا پہلی دال کا فتحہ نقل کر کے میم ساکن کو دیا
پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔

سوال: مَدٌّ، مصدر اصل میں کیا تھا؟

جواب: مَدٌّ، اصل میں مَدْدُ، تھا ساکن دال کا متحرک دال میں ادغام کر دیا۔

فائدہ: جب افتعال کی تاء سے پہلے ہمزۃ مار دال۔ ذال، زاء سین، شین صاد، ضاد، طاء، ظاء، واؤ، یاء، میں سے کوئی حرف واقع ہوتا تو تائے افتعال کو اس حرف سے بدل کر کے ادغام کرنا جائز ہے جس طرح اِتَّخَذَ اصل میں اِءْ تَخَذَ تھا۔ دوسرے ہمزہ کو یا سے بدلا اور یاء کو تاء سے بدل کر تاء کا تاء میں ادغام کر دیا یہ ادغام شاذ ہے کیونکہ جو یاء تاء سے بدل گئی ہے وہ اصلی نہیں ہے بلکہ ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے اور جیسے اِتَّجَرَ جو تَجَرَ سے بنا یہاں تاء افتعال سے پہلے بھی تاء ہے اس تاء کو دوسری تاء میں ادغام کر دیا اور اِثَّارَ جو اصل میں اِثْتَارَ تھا یہاں دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی اِثَّارَ پڑھنا بھی جائز ہے اور اِتَّارَ پڑنا بھی جائز ہے کیونکہ ثا اور تا دونوں حروف مہوسہ سے ہیں لہٰذا صفت ہمس کی بنیاد پر دونوں کو ہم جنس قرار دیا جائے گا اور اس صورت میں تاء کو ثاء اور ثاء کو تا کر کے ادغام کر سکتے ہیں دونوں صورتیں جائز ہیں۔

سوال: حروف مہوسہ اور کون کون سے ہیں؟

جواب: حروف مہوسہ وہ حروف ہیں جس میں صفت ہمس پائی جاتی ہے۔ انکا مجموعہ یہ ہے
سَتَشْحَثُكَ خَصَفَه۔

سوال: اِدّانَ اصل میں کیا تھا اور اس میں تعلیل کی کیا صورت ہے؟

جواب:

اِدّانَ اصل میں اِذْتَانَ تھا تا کو دال کر کے دال کا دال میں ادغام کر دیا اِدَّانَ ہو گیا۔ لیکن یہاں دال کو تا سے نہیں بدل سکتے کیونکہ دونوں میں صفت ہمس کی شرکت نہیں ہے اور چونکہ دال مخرج میں تاء کے قریب ہے لہٰذا جب تاء کو دال سے بدلیں گے تو ایک جنس کے دو حرف جمع ہو جائیں گے۔ اس بنا پر ادغام کریں گے۔

سوال: اِذَّکَرَ اصل میں کیا تھا؟

جواب: اِذَّکَرَ اصل میں اِذْتکَرَ ہے۔ یہاں تین صورتیں جائز ہیں۔ اِدَّکَرَ، اِذْدَکَرَ اور اِذَّکَرَ اِدَّکَرَ بنانے کی صورت یہ ہے کہ تا اور دال کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تا کو دال سے بدلیں گے اور چونکہ دال اور ذال صفت جہر میں متحد ہیں اس لیے دال کو ذال سے بدل کر اِذَّکَرَ پڑھیں گے۔ اگر ادغام نہ کریں اور دال کو ذال سے نہ بدلیں تو اِذْدَکَرَ پڑھیں گے اور یہ نہ بدلنا اس وجہ سے ہے کہ دونوں میں ذات کے اعتبار سے اتحاد نہیں ہے اور صفت میں اشتراک کی وجہ سے ذال کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کر کے اِدَّکَرَ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

سوال: اِدَّانَ، اِدَّکَرَ کی مثل ہے لیکن یہاں زاء کو دال کر کے دال کا دال میں ادغام کیوں نہیں کرتے؟

جواب: اس کی دو وجہ ہیں۔

نمبر ۱: چونکہ زاء آواز کو کھینچنے میں دال سے اعظم ہے اس لیے اگر زا کو دال سے بدلا جائے تو ایسا ہی ہوگا جیسے بڑے پیالے کو چھوٹے پیالے میں رکھ دینا۔

نمبر ۲: اگر زاء کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کر دیا جائے اور اِدَان پڑھنا

جائے تو التباس لازم آئے اور پتہ نہ چلے گا کہ یہ اِدَّان اِزْتَان سے بنا ہے جو زینت کا معنیٰ دیتا ہے اِذْتَانَ سے بنا ہے جو دین سے مشتق ہے۔

سوال: اِذَّان میں ادغام کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اذان اصل میں اذتان تھا جس کا مادہ زینت ہے تائے افتعال کو دال سے بدلا اور دال کو فا سے بدل کر زا کا زا میں ادغام کر دیا اِذَّانَ ہو گیا۔

سوال: اِسَّمَعَ میں ادغام کی صورت کیا ہے؟

جواب: اِسَّمَعَ جو اصل میں اِسْتَمَعَ تھا تا کو سین سے بدل کر سین کا عین میں ادغام کر دیا تو اسَّمَعَ بن گیا اس ادغام کا جواز اس لیے ہے کہ سین اور تاء صفت ہمس میں شریک ہیں لہٰذا تا کو سین سے بدلا گیا۔

سوال: سین کو تاء سے کیوں نہیں بدلتے؟

جواب: سین کو تا سے نہیں بدلا جائے گا کیونکہ سین میں آواز کو لمبا کیا جاتا ہے جسے امتدادِ صوت کہتے لہٰذا سین تاء کی نسبت عظیم ہے اس عظمت کی وجہ سے سین تاء سے نہیں بدلے گی۔

نوٹ

اِسَّمَعَ کو ادغام کے بغیر یعنی اِسْتَمَعَ پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ ذات کے اعتبار سے سین اور تاء ہم جنس نہیں ہیں لہٰذا ادغام نہیں کیا گیا اِشَّبَہَ اِسَّمَعَ کی مثل ہے یعنی اصل میں اشتبہ تھا تاء کو شین سے بدل کر ادغام کیا۔

سوال: اِصَّبَرَ کو کتنے طریقوں سے پڑھنا جائز ہے؟

جواب: اِصَّبَرَ کو دو طرح سے پڑھنا جائز ہے نمبر ا اِصَّبَرَ نمبر ۲ اِصْطَبَرَ۔

سوال: حروف مستعلیہ مطبقہ کون کون سے ہیں؟

جواب:

حروف مستعلیہ مطبقہ کا مجموعہ صفطظخفق پہلے چار مستعلیہ مطبقہ ہیں۔
اور دوسرے تین حرف فقط مستعلیہ ہیں اور تاء حروف مُنْخَفِضَہ میں سے ہے
چونکہ صاد اور تاء صفت میں مشترک نہیں ہیں چونکہ دو حرفوں میں صفت کے
اعتبار سے بُعد ثقل پیدا کرتا ہے نیز تاء اور طاء قریب المخرج بھی ہیں لہٰذا تاء کو
طاء سے بدل دیا۔ اب یہ اِصْطَبَرَ ہوگیا اب یا تو اِصْطَبَرَ پڑھیں گے یعنی طا کو
صاد سے نہیں بدلیں گے کیونکہ ذات میں دونوں شریک نہیں اور یا طا کو صاد
سے بدل کر صاد میں ادغام کریں گے اِصَّبَـــــرَ بن جائے گا کیونکہ صاد اور
طا صفت استعلا میں مشترک ہیں لیکن امتدادِ صوت کی وجہ سے صاد کو عظمت
حاصل ہوگی۔

سوال: اِصْطَبَرَ میں تا کو طا سے کیوں بدلا ہے؟

جواب: اس لیے کہ وہ دونوں قریب المخرج ہیں۔ جیسا کہ سِتٌّ اصل میں سُدُسٌ ہے عین
اور دال کو تا سے بدل دیا کیونکہ سین اور تاء صفت ہمس میں مشترک ہیں اور تاء
مخرج میں دال کے قریب ہے لہٰذا تاء کا تاء میں ادغام کیا تو سِتٌّ' ہوگیا۔

سوال: اِضْتَرَبَ میں تعلیل کی کیا صورت ہے؟

جواب: اِصَّبَرَ کی طرح اِضْتَرَبَ میں بھی دو طریقے جائز ہیں یعنی اِضْتَرَبَ اور اِضْطَرَبَ
لیکن اِطَّبَرَ جائز نہیں۔ اس کی تعلیل یوں ہوگی کہ اِضْتَرَبَ کی تاء کو طا سے بدل کر
اِضْطَرَبَ پڑھیں گے یا تاء کو ضاد سے بدل کر ضاد کو ضاد میں ادغام کر کے اِضَّرَبَ
پڑھیں گے لیکن ضاد کو طا سے نہیں بدلیں گے کیونکہ ضاد میں استطالت ہے جو اس
کے علاوہ حروف میں نہیں لہٰذا اگر ضاد کو طا سے بدل دیا جائے تو یہ فضیلت ختم ہو
جائے گی اس لیے اِطَّرَبَ پڑھنا جائز نہیں۔

سوال: ظاء کی مثال اِظَّمَتَلَمَ میں تعلیل کی صورت حال واضح کریں؟

جواب: پہلے اِظْتَلَمَ کی تاء کو طا سے بدلتے ہیں پھر اس طا کو ظاء یا ظاء کو طاء سے بدل کر ادغام کریں گے اور اِطَّلَمَ یا اِظَّلَمَ پڑھیں گے۔ کیونکہ یہ دونوں حرف مستعلیہ مطبقہ میں سے ہیں اور تیسری صورت یعنی فک ادغام بھی جائز ہے کیونکہ ذاتی اعتبار سے یہ ہم جنس نہیں ہیں۔ اس صورت میں اِظطَلَم پڑھا جائیگا۔

سوال: اُوْتُقِدَ میں تعلیل کا طریقہ کیا ہوگا؟

جواب: اُوْ تُقِدَ میں واو کو تاء سے بدلا پھر تاء کا تاء میں ادغام کیا اُتُّقِدَ ہو گیا۔

سوال: اگر واوٗ کو تاء سے نہ بدلتے تو کیا خرابی لازم آتی؟

جواب: اگر واوٗ کو تاء سے بدلا نہ جاتا تو معروف کے صیغے میں واو کے ماقبل ہمزہ کے مکسور (اِوْ تَقَدَ ہے) ہونے کی وجہ سے واوٗ کو یاء سے بدلنا پڑتا اور اِیْتَقَدَ پڑھا جاتا۔ اور یوں یہ فعل کبھی یائی ہوتا (معروف میں) اور کبھی وادی (مجہول میں) یا توائی کسرات لازمی آتا کیونکہ یاء دو کسروں کے قائم مقام ہے اور اس سے پہلے ہمزہ بھی مکسور ہے۔

سوال: اِتَّسَرَ اصل میں کیا تھا اور یہاں ادغام کیوں کیا گیا؟

جواب: اِتَّسَرَ اصل میں اِیْتَسَرَ تھا یاء کو تاء سے بدل کر ادغام کیا تو اِتَّسَرَ ہو گیا۔ اگر یاء کو تاء سے نہ بدلتے تو تین کسروں کا جمع ہونا لازم آتا کیونکہ ہمزہ بھی مکسور ہے اور یاء دو کسروں کے قائم مقام ہے۔

سوال: "اِیْتَکَلَ" میں "اِیتَقَدَ" کی طرح یاء کو تاء سے کیوں نہیں بدلا؟

جواب: "اِیْتَکَلَ" کی یاء کو تاء سے اس لیے نہیں بدلا کہ یہ یاء لازم نہیں ہے یعنی ثلاثی مجرد میں ہمزہ ہو جاتی ہے۔ اور اَکَلَ پڑھتے ہیں۔

سوال: کیا آپ کوئی ایسی مثال بتا سکتے ہیں جس میں غیر لازم حرف کو نہ بدلا گیا ہو؟

جواب: ہاں مثلاً (حَيِيَ) بعض لغات میں بغیر ادغام کے پڑھتے ہیں کیونکہ مضارع میں یہ یاء الف سے بدل کر یَحیٰ پڑھا جاتا ہے لہٰذا حَيِيَ کی یاء کو غیر لازم سمجھتے ہوئے ادغام نہیں کیا جاتا ہے۔

سوال: "اِتَّخَذَ" جو اصل میں اِیْتَخَذَ" ہے اس کی یاء بھی ماضی میں ہمزہ ہو جاتی ہے لہٰذا غیر لازم ہوئی۔ اس کے باوجود آپ نے اسے تاء سے کیوں بدلا؟

جواب: یہ شاذ ہے۔

سوال: وہ کون کون سے حروف ہیں جو تائے افتعال کے بعد واقع ہوں تو ادغام میں جائز ہے؟

جواب: تائے افتعال کے بعد" تاء دال، ذال، زاء سین، صاد ضاد، طا، ظا میں سے کوئی حرف واقع ہو تو تاء کو عین کلمہ سے بدل کر ادغام کرنا جائز ہے جیسے یَقَتِّلُ، یَبَدِّلُ، یَخَصِّمُ وغیرہ اصل میں "یَقْتَتِلُ یَبْتَدِلُ یَخْتَصِمُ تھا لیکن یہاں عین کو تاء سے بدل کر ادغام کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ تاء میں صفت ہمس کی وجہ سے ضعف ہے لہٰذا وہ عین کلمے کو اپنی طرف لانے میں کمزور ہے۔

سوال: کیا یہ ادغام ہر جگہ ہو سکتا ہے؟

جواب: بعض صرفیوں کے نزدیک یہ ادغام ماضی میں جائز نہ ہو گا کیونکہ اس صورت میں تاء کی حرکت ماقبل کو دی جائے گی اور ہمزہ وصل کو حذف کر دیا جائے گا تو اسطرح باب افتعال کی ماضی کا باب تفعیل کی ماضی سے التباس لازم آئے گا۔ مثلاً اِخْتَصَمَ میں تاء کا فتحہ خاء کو دے کر اور تا کو صاد سے بدل کر صاد میں ادغام کر دیں اور ہمزہ وصل کو گرا دیں تو "خَصَّمَ بن جائے گا اور باب تفعیل کی ماضی بھی "خَصَّمَ" ہے لیکن بعض لوگوں کے نزدیک "اِخْتَصَمَ" کی تاء کا فتحہ ماقبل کو نہیں دیں گے بلکہ اسے گرا دیں گے کیونکہ ساکن کو حرکتِ کسرہ دی جاتی ہے اور ہمزہ وصل گرا دیں گے۔ "خِصَّمَ بن جائے گا اس صورت میں التباس لازم نہیں آئے گا اور بعض کے نزدیک چونکہ فاء کلمہ یعنی خاء کا سکون اصلی ہے اور حرکت عارضی لہٰذا ہمزہ وصل کو

نہیں گرائیں گے۔ اس صورت میں اِخَصَّمَ پڑھیں گے اور التباس لازم نہیں آئے گا۔

سوال: کیا ماضی کی طرح مضارع میں بھی فاء کلمہ کو مکسور یا مفتوح پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: ماضی کی طرح مضارع میں بھی مکسور الفاء اور مفتوح الفا پڑھنا جائز ہے جیسے یَخَصِّمُ اور یَخِصِّمُ۔

سوال: اسم فاعل میں کون کون سی صورتیں جائز ہیں؟

جواب: اس فاعل میں تین صورتیں جائز ہیں۔ یا تو میم کی اتباع میں فاء کلمہ کو ضمہ دیں گے یا تاء کا فتحہ نقل کر کے خاف کو دے کر فاء کلمہ کو فتحہ کے ساتھ پڑھیں گے یا تاء کی حرکت گرا کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے فاء کو کسرہ دیں گے اور اس صورت میں فاء کلمہ کو کسرہ کے ساتھ پڑھیں گے۔ اس طرح اسے مُخِصِّمُوْنَ پڑھا جائے گا۔

سوال: مصدر کو کیسے پڑھا جائے گا؟

جواب: مصدر میں صرف مکسور الفا پڑھیں گے کیونکہ اصل میں ''اِخْتِصَاماً'' ہے۔ اگر تاء کی حرکت خاء کو دیں تو بھی کسرہ اور تاء کی حرکت گرا کر خاء کو مستقل حرکت دیں تو بھی کسرہ ہوگا البتہ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ صاد مدغم فیہ کی حرکت کا اعتبار کر کے خاء کو فتحہ دیں تو خَصَّاماً پڑھیں گے اور اگر خاء کے سکون اصلی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمزہ کو نہ گرائیں تو اِخِصَّاماً پڑھیں گے۔

سوال: باب تفعّل اور تفاعل میں ادغام کی کیا صورت ہوگی؟

جواب: باب تَفَعّل اور تفاعُل کی تاء کو بعد والے حرف سے بدل کر ادغام کرتے ہیں اور شروع میں ہمزہ وصل لاتے ہیں کیونکہ مدغم حرف ساکن ہوتا ہے اور ساکن سے ابتدا محال ہے۔ اب ''تَطَهَّرَ سے اِطَّهَّرَ اور تَثَاقَلَ سے اِثَّاقَلَ ہوگیا۔

سوال: اِسْتَطْعَمَ میں تاء اور طاء قریب المخرج جمع ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ادغام نہیں کیا گیا؟

جواب: چونکہ دوسرا حرف یعنی طا ساکن ہے اور جب دوسرا حرف ساکن ہو چاہے حقیقتاً تقدیراً تو ادغام نہیں ہوتا حقیقتاً ساکن کی مثال ہے۔ اِسْتَطْعَمَ اور تقدیراً کی مثال ''اِسْتَدَانَ'' ہے کہ اگرچہ یہاں بظاہر دال متحرک ہے لیکن اصل میں یہ ''اِسْتَدْیَنَ'' تھا لہٰذا دال ساکن ہوئی البتہ ایسی صورت میں جب دو قریب المخرج یا ہم جنس

حرف اکھٹے ہو جائیں اور ان میں دوسرا حرف ساکن ہو تو تاء کو بعض مقامات پر حذف کر دیتے ہیں جسے اِسۡطَاعَ سَطِیعُ'' جو اصل میں اِسۡتَطَاعَ یَسۡتَطِیعُ تھے جیسا کہ ظَلۡتُ اصل میں ظَلَلۡتُ تھا دوسری لام کو حذف کر دیا۔

سوال: اِسۡطَاعَ اور اَسۡطَاعَ کیا فرق ہے؟

جواب: اِسۡطَاعَ بابِ افتعال کی ماضی ہے یہاں سے تاء گرائی گئی ہے۔اور اَسۡطَاعُ باب افعا کی ماضی ہے یہاں سین زائد ہے۔اصل میں یہ اَطَاعَ تھا جسے ''اَھۡرَاقَ'' اصل میں '' اَرَاقَ '' تھا جو ''اِرَاقَۃُ'' سے بنا ہے پھر خلاف قیاس ھاء زیادہ کر دی۔

♥♥♥

تیسرا باب:

مہموز کا بیان

سوال: مہموز میں تمام حروف صحیح ہوتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اسے صحیح نہیں کہا جاتا؟

جواب: بعض اوقات ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیتے ہیں اس لیے اسے صحیح نہیں کہا جاتا۔

سوال: مہموز کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں نیز ہمزہ کا حکم کیا ہے؟

جواب: اس کی تین قسمیں ہیں۔ نمبر ۱ مہموز الفاء نمبر ۲ مہموز العین نمبر ۳ مہموز اللام جیسے "اَخَذَ سَاَلَ قَرَءَ" وغیرہ ہمزہ کا حکم وہی ہے جو حرف صحیح کا ہے کیونکہ یہ بھی حرف صحیح ہے لہٰذا اس میں وہی تَصَرُّفَات ہوں گے جو حرف صحیح میں ہوتے ہیں البتہ اس کی سختی یعنی مخرج میں آواز کے بند ہو جانے کی وجہ سے اس میں تخفیف پائی جاتی ہے۔

سوال: ہمزہ میں تخفیف کی کون کون سی صورتیں ہیں؟

جواب: ہمزہ میں تخفیف کی تین صورتیں ہیں نمبر ۱ قلب ہمزہ کو حرف علت سے بدل دینا نمبر ۲ بین بین یعنی ہمزہ کے مخرج اور اس حرف کے مخرج کے درمیان ہمزہ کو پڑھنا جو ہمزہ کی حرکت کے موافق ہے یعنی ہمزہ پر فتحہ ہوگا تو ہمزہ کو اس کے اپنے مخرج اور الف کے مخرج کے درمیان پڑھیں گے۔ اسی طرح ضمہ اور کسرہ کا مسئلہ ہے نمبر ۳ حذف۔

سوال: قلب کب ہوگا؟

جواب: جب ہمزہ ساکن ہوا اور اس کا ماقبل متحرک ہو تو ہمزہ کو پہلے حرف کی حرکت موافق حرف علت سے بدلیں گے جیسے "رَاسٌ، بِیرٌ، لُومٌ" جو اصل میں رَأْسٌ، بِئْرٌ، لُؤْمٌ، تھا۔

سوال: یہاں ہمزہ کو حرفِ علت سے بدلنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چونکہ ساکن حرف کی طبعیت میں نرمی ہوتی ہے اور ماقبل چاہتا ہے کہ اسے اپنے موافق کرلیا جائے لہٰذا اسے ماقبل حرکت کے موافق بنا دیتے ہیں۔

سوال: بین بین کب ہوگا؟

جواب: جب ہمزہ متحرک ہو اور اس کا ماقبل بھی متحرک ہو تو چونکہ ہمزہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے اس کی طبیعت میں قوت پائی جاتی ہے لہٰذا حرف علت سے بدلنے کی بجائے اسے بین بین کے طریقے پڑھیں گے جیسے سَئَالَ ، لَئُومَ سُئِلَ۔

سوال: کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ ہمزہ کے متحرک ہونے کے باوجود اُسے حرف علت بدل دیا جائے؟

جواب: ہاں جب ہمزہ مفتوح ہوگا جیسے مِئَرٌ' میں ہمزہ کو یا سے اور 'جُؤَنٌ' میں واؤ سے بدلتے ہیں۔

سوال: سَاَ لَ میں بھی ہمزہ مفتوح ہے اور سکون کے حکم میں ہے لہٰذا اسے حرف علت سے بدلنا چاہیے تھا نہ بدلنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چونکہ ہمزہ سے پہلا حرف بھی مفتوح ہے لہٰذا یہ اپنے ہم جنس سے مل کر قوی ہو جائے گا۔

سوال: لا هَناكُ المرتع" میں هَنَا اصل هَنَا تھا اور یہ ہمزہ مفتوح ہے اور ماقبل مفتوح ہے چاہیے تو یہ تھا کہ سَئَالَ کی طرح ہمزہ کو نہ بدلا جاتا لیکن یہاں حرف علت سے بدل دیا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: یہ شاذ ہے۔

سوال: ہمزہ کو کب حذف کرتے ہیں؟

جواب: جب ہمزہ متحرک ہو اور اس سے پہلا حرف ساکن ہو تو ہمزہ کو حذف کر دیں گے لیکن اس طرح کہ پہلے ہمزہ کو ساکن کریں گے ساکن کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ساکن حروف کی مجاورت کی وجہ سے ہمزہ کی طبیعت میں ضعف آ گیا لہٰذا اسے ساکن کر دیں گے۔ اب اجتماع ساکنین لازم آنے کی وجہ سے ہمزہ حذف کر دیا جائے گا اور وہ حرکت جو ہمزہ سے حذف ہوئی تھی ماقبل کو دی جائے گی۔

سوال: ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینے کی کیا وجہ ہے کوئی دوسری حرکت بھی دی جا سکتی ہے؟

جواب: یہ حرکت اس لیے دی گئی تا کہ ہمزہ محذوفہ پر دلالت کرے۔

سوال: کیا ہر جگہ ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینا اور ہمزہ کو حذف کرنا جائز ہے یا مخصوص صیغوں میں ایسا ہوتا ہے؟

جواب: یہ اس صورت میں ہوگا جب ہمزہ کا ماقبل حرف صحیح ہو یا ''واؤ'' اور یاء اصلی ہو یا ''واؤ'' اور ''یاء'' کسی معنی کے لیے زائد ہوں محض وزن کے لیے زائد نہ ہوں۔ صحیح کی مثال مَسَلَۃٌ اصل میں مَسْئَلَۃٌ تھا اور مَلَکٌ اصل میں مَلْئَکٌ'' تھا۔ ''مَلْئَکٌ، اَلُوْکَۃٌ'' سے بنا ہے اس کا معنیٰ رسالہ ہے مَلْئَکٌ، میں ہمزہ پہلے تھا قلب کرتے ہوئے ہمزہ کو لام کے بعد لے آئے۔ اب ہمزہ کی حرکت لام کو دے دی ہمزہ گرا دیا تو مَلَکٌ، ہو گیا۔ اَلْاَحْمَرُ میں دوسرے ہمزہ کو ساکن کہ کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہمزہ کو گرا دیں گے اب دو صورتیں ہو جائیں گی یا تو لام کے متحرک ہونے کی وجہ سے پہلے ہمزہ کو بھی گرا دیں گے لَحْمَرُ پڑھیں گے یا یہ خیال کرتے ہوئے کہ لام کی حرکت عارضی ہے۔ پہلے ہمزہ کو نہیں گرائیں گے اور اَلَحْمَرُ پڑھیں گے، واؤ اور تاء کی مثالیں جَیَلٌ، حَوَبَۃٌ، اَبُوَیُّوْبَ یَرْمِیَ بَاہُ اصل میں ''جَیْئَلٌ، حَوْئَبَۃٌ، اَبُوْ اَیُّوْبَ یَرْمِیُ اَبَاہُ تھا۔

سوال: آپ نے تخفیف کے لیے ہمزہ کو گرایا لیکن حروف علت کو متحرک کر دیا حالانکہ حروف علت کو تخفیف کے لیے ساکن کیا جاتا ہے؟

جواب: ان مقامات پر حروف علت کو متحرک کرنا اس بنیاد پر ہے کہ وہ قوی ہونے کی وجہ سے حرکت کو برداشت کر سکتے ہیں۔ نیز یہ حرکت دائمی نہیں عارضی ہے۔

فائدہ:

جب ہمزہ متحرک سے پہلے حرف لین مزید ہو یعنی نہ تو وہ اصلی ہو اور نہ زائد للمعنیٰ ہو تو دیکھیں گے۔ اگر یاء اور واؤ مدہ ہیں یا مدہ کے مشابہ ہیں جیسا کہ یائے تصغیر حرف مدہ کے مشابہ ہوتی ہے تو اس صورت میں ہمزہ کو ماقبل کی جنس کر کے ادغام کر دیا جائے گا جیسے خَطِیَّۃٌ، اصل میں خَطِیْئَۃٌ تھا مَقْرُوَّۃٌ، اُفَیِّسٌ، اصل مَقْرُوْئَۃٌ، اُفَیْسِسٌ تھے۔

سوال: ہمزہ کی حرکت ماقبل حرف علت کو دینا اور ہمزہ کو گرا دینا کیوں اختیار نہیں کیا گیا؟

جواب: اگر ہمزہ کی حرکت نقل کر کے حرف علت کو دی جاتی تو ضعیف کو حرکت دینا لازم آتا۔

سوال: ضعیف پر حرکت اب بھی لازم آ رہی ہے کیونکہ ادغام کی صورت میں یائے ثانی اور واؤ ثانی متحرک ہوں گے حالانکہ حرف علت ہونے کی وجہ سے یہ ضعیف ہیں؟

جواب: چونکہ یائے ثانی اور واؤ ثانی حرفِ اصلی یعنی ہمزہ سے بدلے ہوئے ہیں اس لیے یہ اصلی کہلاتے ہیں اور اصلی ہونے کی صورت میں ضعیف نہیں کہلاتے۔ جیسا کہ جَیَلٌ اور یَرْمِیَ باہُ کی یاء اصلی ہے اور اس پر حرکت آ رہی ہے۔

فائدہ:

اگر ہمزہ متحرکہ سے پہلے الف ہو تو وہاں بین بین کیا جائے گا کیونکہ الف حرکت کو برداشت نہیں کرتا لہٰذا ہمزہ کر حرکت الف کو دے کر ہمزہ کو گرا دیں یا ہمزہ کو الف سے بدل کر ادغام کریں۔ یہ دونوں صورتیں ناممکن ہیں کیونکہ ادغام کی صورت میں بھی حرکت الف پر آئے گی لہٰذا بین بین کر کے پڑھیں گے جیسا کہ قَاتِلٌ، سَائِلٌ۔

سوال: اگر دو ہمزے جمع ہوں تو کیا کریں گے؟

جواب: اگر دو ہمزے جمع ہو جائیں اور اُن میں سے پہلا مفتوح اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دیں گے جیسے اٰجَرَ اور اٰدَمَ اصل میں اَءْ جَرَ اور اَءْ دَمَ اور اگر مضموم ہو تو دوسرے کو واؤ سے بدل دیں گے جیسے اُوْجِرَ اور اُوْدِمَ اور اگر پہلا ہمزہ مکسور ہو تو دوسرے کو یاء سے بدلیں گے جیسے اِیْسَرَ جو اصل میں اِءْ سَرَ تھا۔

سوال: ہمزہ ساکن سے پہلے متحرک ہمزہ کی صورت میں دوسرا ہمزہ الف سے بدلتا ہے۔ لیکن اَئِمَّۃٌ، میں یہ صورت کیوں اختیار نہیں کی گئی؟

جواب: دوسرے ہمزہ کو الف سے تو بدلا جاتا ہے لیکن پھر اس الف کو یاء سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو کسرہ دیتے ہیں۔ اس طرح اَئِمَّۃٌ، بن جاتا ہے اصل میں یہ لفظ اَءْ مِمَۃٌ، تھا پہلے میم کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا پھر دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل کر الف کو یاء سے بدل دیا اور پھر یا کو کسرہ دے دیا کیونکہ یاء بھی ساکن اور میم مدغم بھی ساکن ہے۔ اب اَیِمَّۃٌ، ہو گیا یہ نظریہ بصریوں کا ہے۔ کوفیوں کے نزدیک دوسرے ہمزہ کو الف سے نہیں بدلا جائے گا (تا کہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے) بلکہ میم کی حرکت ہمزہ کو دے کر میم کا میم میں ادغام کریں گے اور دونوں ہمزدوں کو برقرار رکھتے ہوئے اَئِمَّۃٌ، پڑھیں گے۔

سوال: آپ نے اجتماع ساکنین کی وجہ سے اَئِمَّۃٌ' کے دوسرے ہمزہ کو الف سے نہیں بدلا لیکن یہاں اجتماعِ ساکنین جائز ہے کیونکہ یہ اجتماع ساکنین ''فی حدھما'' ہے یعنی پہلا ساکن مدہ اور دوسرا مدغم ہے لہٰذا دوسرے ہمزہ کو الف سے بدلنا چاہئے تھا۔

جواب: یہاں ہمزہ جو الف سے بدل جاتا اور اٰمَّۃٌ، ہو جاتا۔ اس صورت میں یہ الف مَدّہ نہیں ہے کیونکہ الف مدہ یا تو کسی حرف سے بدلا ہوا نہیں ہوتا یا واؤ اور یاء سے بدلا ہوتا ہے لہٰذا یہ اجتماع ساکنین فی حدھما نہیں ہو سکتا تھا۔

سوال: کُلُ خُذُمُرُ جواصل میں اُء کُلُ ، اُء خُذُ ، اُءُ مُرُ تھے۔ یہاں قانون کے مطابق ہمزہ کوواوٗ سے بدلنا اور اُوْکُلُ اُوْ خُذُاُوْمُرُ پڑھنا چاہیے تھا لیکن آپ نے دونوں ہمزوں کو گرادیا کس قانون کے تحت؟

جواب: یہ شاذ ہے۔

سوال: یہ قواعد اس صورت سے متعلق ہیں جب دونوں ہمزے ایک کلمہ میں ہوں اگر وہ دو کلموں میں ہوں تو کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے گا؟

جواب: اگر دونوں ہمزے دو کلموں میں ہوں یعنی ایک ہمزہ پہلے کلمہ کے آخر میں اور دوسرا ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہوتو یہاں تین طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔ نمبرا دوسرے ہمزہ کو گرادیں گے۔ جیسے قَدْ جَاءَ شَرَا طُهَا جواصل میں قَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا تھا یہ خلیل کا مذہب ہے۔

نمبر۲ دونوں ہمزوں کو گرادیں گے جیسے قَدْ جَا شَرَاطُهَا یہ اہل حجاز کا مسلک ہے۔

نمبر۳ دونوں ہمزوں کے درمیان الف فاصل لائیں گے جیسے ءَاَنْتَ ظَبِيَةٌ اَمْ اُمُّ سَالِمٍ میں شروع میں پائے جانے والے دونوں ہمزوں کے درمیان الف پڑھا جائے گا البتہ لکھنے میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ تین الف جمع ہونا مکروہ ہے۔

فائدہ:

کلمہ کے شروع میں پائے جانے والے ہمزہ کو حذف نہیں کیا جائے گا کیونکہ ابتداء میں متکلم کو قوت حاصل ہوتی ہے لہٰذا تخفیف کی ضرورت نہ ہوگی۔

سوال: آپ کا یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ اُنَاسٌ' کے شروع سے ہمزہ کو حذف کر کے نَاسٌ' پڑھتے ہیں؟

جواب: یہ شاذ ہے۔ اسی طرح لفظ اللہ کے شروع کا ہمزہ بطور شاذ حذف کیا گیا ہے کیونکہ یہ اصل میں اِلَاہٌ' تھا حذف ہمزہ کے بعد لَاہٌ' رہ گیا پھر الف لام داخل کیا تو اَلَّلاہٌ'،

ہو گیا پھر لام کا لام میں ادغام کیا تو "اَللّٰہُ" ہو گیا لیکن بعض لوگوں کے نزدیک شروع سے ہمزہ گرایا ہی نہیں گیا کیونکہ اصل "اَلْ اِلٰہٌ" تھا۔ دوسرا ہمزہ گرا دیا اور اس کی حرکت لام کو دی اَلِلَاہُ ہو گیا۔ اب لام کا لام میں ادغام کیا تو "اللّٰہُ" ہو گیا۔ "اَلْ اِلٰہُ" میں ہمزہ کی حرکت لام کی طرف منتقل کرنا ایسے ہی ہے جیسے یَریٰ میں جو اصل میں یَرْئیٰ تھا ہمزہ کی حرکت را کو دے دی۔

سوال: "یَریٰ" اصل میں کیا تھا اور اس میں تعلیل کس صورت میں ہوئی؟

جواب: یری اصل میں یَرْئیٰ تھا یاء متحرک ما قبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا پھر ہمزہ کو ساکن کر دیا گیا اب تین ساکن اکٹھے ہو گئے۔ (۱) راء (۲) ہمزہ اور (۳) الف ہمزہ کو گرا دیا اور چونکہ اب اجتماع ساکنین ہو گیا لہٰذا ہمزہ والی حرکت را کو دے دی یَریٰ ہو گیا۔

سوال: "یَریٰ" میں دو تعلیلیں ہوئیں۔ حذف اور بدل یہ توالئ اعلالین کہلاتا ہے جو منع ہے؟

جواب: یہاں خلاف قیاس توالی اعلالین کو جائز قرار دیا گیا اور یہ شاذ ہے لیکن اس کے باوجود فصیح ہے کیونکہ شاذ فصاحت کے خلاف نہیں ہے۔

سوال: اس کی کیا وجہ ہے کہ پہلے یا کو الف سے بدلا گیا اور بعد میں ہمزہ کو حذف کیا گیا اس کا اُلٹ ہو جاتا تو کیا حرج تھا؟

جواب: چونکہ یاء طرف میں واقع تھی اور طرف میں اعلال پہلے ہوتا ہے اور اگر یہ اعلال پہلے نہ ہوتا اور ہمزہ کو پہلے حذف کر دیا جاتا تو اب یاء کو الف سے نہیں بدلا جا سکتا تھا کیونکہ اب یاء کا ما قبل ساکن ہوتا مفتوح نہ ہوتا یَرٰیٰ میں یہ تخفیف واجب ہے کیونکہ یہ صیغہ کثیر الاستعمال ہے لیکن اس کے دوسرے ہم جنس صیغوں مثلاً رَای وغیرہ میں تخفیف کا سبب پایا جاتا ہے۔ یعنی حرف علت اور ہمزہ کا فعل ثقیل میں جمع ہونا۔

سوال: کوئی ایسی مثالیں بتائیں جہاں ان شرائط کے باوجود محض کثرت استعمال نہ ہونے کی وجہ سے ہمزے کا حذف واجب نہیں؟

جواب: یَنْاٰیُ یَسْئَلُ اور مُرْ اٰیُ' میں حرف علت اور ہمزہ جمع ہیں لیکن حذف واجب نہیں۔

سوال: "یَرَوْنَ" میں تعلیل کیا کیا صورت ہے؟

جواب: "یَرَوْنَ کا حکم بھی یَرَیٰ کی طرح ہے یعنی یَرَوْنَ اصل میں "یَرْءِیُوْنَ' تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا اور ہمزہ کو ساکن کر کے گرا دیا اور اس کی حرکت راء کو دے دی لیکن یاء سے بدلا ہوا الف گرا دیا جائے گا کیونکہ الف اور واوٗ دو ساکن جمع ہونے سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے۔ البتہ یَرٰی میں جو الف یا سے بدل کر آیا ہے وہ حذف نہیں ہوگا۔

سوال: "یَرَیَانَ" میں یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے لہٰذا اسے الف سے بدلنا چاہیے تھا تو کیوں نہیں بدلا؟

جواب: یاء کی حرکت عارضی ہے۔ نیز اگر اسے الف سے بدل دیا جائے تو اجتماع ساکنین لازم آئے گا یعنی تثنیہ کا الف اور یاء سے بدلا ہوا الف جمع ہو جائیں گے اور یہ دونوں ساکن ہوں گے اور جب اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو گرایا جائے تو نفی تاکید بلن اور حرف جزم داخل ہونے کی صورت میں واحد کے صیغے سے التباس لازم آئے گا۔ لہٰذا تثنیہ کے صیغے سے یاء کو حذف نہیں کریں گے۔

سوال: تَرَیْنَ اصل میں کیا تھا اور اس کی تعلیل کیسے ہوئی؟

جواب: "تَرَیْنَ "صیغہ واحد مونث حاضر اصل میں "تَرْءَیِیْنَ " تھا ہمزہ کو ساکن کر کے گرا دیا اور اس کی حرکت راء کو دے دی۔ تَرَیِیْنَ ہو گیا۔ اب یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا تو الف اور یاء دو ساکن جمع ہونے کی وجہ سے الف کو گرا دیا۔ تَرَیْنَ ہو گیا۔

سوال: واحد مونث حاضر اور جمع مونث حاضر کے صیغے بظاہر ایک جیسے ہیں فرق کیسے ہوگا؟

جواب:

بظاہر واحد مونث حاضر اور جمع مونث حاضر دونوں کے لیے تَــرَیْــنَ کا صیغہ استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں تقدیری فرق ہے کیونکہ واحد مونث حاضر کے صیغہ میں نون اعرابی ہے اور جمع مونث حاضر میں نون ضمیر کا ہے۔ اسی طرح تَرَیْنَ کی یاء واحد مونث حاضر کی ضمیر ہے جبکہ جمع مونث حاضر میں یہ یاء حرف اصلی ہے شرط کے موقع پر جب "تَـرَیْنَ" کے آخر میں نون ثقیلہ داخل کیا جائے تو علامتِ جزم کے طور پر نون اعرابی گر جائے گا اور یا تانیث کو کسرہ دیا جائے گا تاکہ ہر قسم کے نون تاکید کے ساتھ اس کی موافقت ہو جائے جیسا کہ اِخْشَینَّ میں یاء کو کسرہ دیا گیا۔ مثلاً فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۔

سوال: رَیَا میں یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے لہٰذا یاء کو الف سے بدلنا چاہیے تھا؟

جواب: چونکہ رَیَا تَرَیَان کے تابع ہے اور تَرَیَانِ میں یاء کو الف سے نہیں بدلا گیا۔ جس کی وجہ پیچھے گزر چکی ہے۔ لہٰذا ''رَیَا'' میں بھی الف سے نہیں بدلا گیا واحد مذکر حاضر امر کا صیغہ ''رَ'' اِرْ ئَیْ سے بنتا ہے سکون کی وجہ سے یاء کو گرا دیا۔ اور ہمزہ کی حرکت راء کو دے کہ ہمزہ کو بھی حذف کر دیا راء کے متحرک ہونے کی وجہ سے پہلا ہمزہ بھی گرا دیا تو رَ بن گیا۔

نوٹ:

امر با نون ثقیلہ میں یاء واپس آجائے گی کیونکہ سکون باقی نہیں رہے گا جیسے رَیَنَّ۔

سوال: با نون ثقیلہ یا خفیفہ کی صورت میں جمع کی واو بھی گر جاتی ہے رَدُنَّ میں کیوں نہیں گرائی گئی ہے؟

جواب: یہ واؤ اس وقت گرتی ہے جب اس سے پہلے ضمہ ہو جیسے اُغْزُوُنَّ اور اِرْمُرُوْنَّ سے واؤ کو گرا کر اُغْزُنَّ اور اِرْمُنَّ پڑھتے ہیں۔

سوال: اسم فاعل راءٍ کا ہمزہ کیوں حذف نہیں کیا گیا؟

جواب: چونکہ اس کے فعل یَرٰی میں ہمزہ کو غیر قیاسی طور پر محض اس کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے حذف کیا گیا لہٰذا اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم مکان وغیرہ میں اس کو حذف نہیں کیا جائے گا۔

بعض نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ چونکہ اس کا ماقبل الف ہے اور وہ حرکت کو قبول نہیں کرتا البتہ اسے سَئَالٌ یَئَسَالُ کی طرح بین بین کر کے پڑھ سکتے ہیں۔

نوٹ:

ہمزہ کے مخرج اور ہمزہ کی حرکت موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین کہلاتا ہے۔

سوال: اسم مفعول مَرْدِیٌّ کی تعلیل واضح کریں اور ہمزہ کو حذف نہ کرنے کی وجہ لکھیں؟

جواب: اسم مفعول اصل میں مَرْءُوْیٌ تھا۔ واؤ اور یاء جمع ہوئے ان میں سے پہلا ساکن ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا مَرْءُیٌّ ہو گیا اب یاء کی مناسبت سے ہمزہ کو کسرہ دیا تو مَرْءِیٌّ ہو گیا۔

یہاں ہمزہ کو حذف نہ کرنے (یعنی حذف واجب نہ ہونے) کی وجہ وہی ہے جو اسم فاعل کے ضمن میں ذکر کی گئی کہ چونکہ اس کے فعل میں ہمزہ کو غیر قیاسی طور پر حذف کیا گیا۔ لہٰذا یہاں بطور واجب حذف نہیں کیا جاتا۔

سوال: جب راءٍ اسم فاعل میں ہمزہ حذف نہیں ہوا تو مُرِیٌ جو اصل میں مُرْءِیٌ تھا، میں ہمزہ کو کیوں حذف کیا گیا؟

جواب: اس لیے کہ اس کی ماضی اور مضارع وغیرہ سب میں ہمزہ حذف کیا گیا لہٰذا وہ

اسے بھی اپنے پیچھے لائے جبکہ مجرد (رویۃ) کے اسم مفعول میں ہمزہ اس لیے حذف نہیں کیا گیا کہ وہاں صرف مضارع میں ہمزہ حذف ہوا تھا گویا اس میں اسم مفعول کو اپنے پیچھے لانے والے کثیر نہیں ہیں۔

سوال: جب باب افعال (اَرَیٰ یُرِیْ اِرَائَۃً) کے اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف اور اسم آلہ میں ہمزہ حذف کیا جاتا ہے تو ثلاثی مجرد میں بھی حذف ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جی ہاں! باب افعال پر قیاس کرتے ہوئے اس باب میں بھی ان مقامات میں ہمزہ حذف کیا جاسکتا ہے۔ لیکن حذف کے ساتھ یہ صیغے مستعمل نہیں ہیں۔

نوٹ:

مہموز الفاء سے پانچ باب آتے ہیں۔ مہموز العین سے تین اور مہموز اللام سے چار باب آتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مہموز الفاء، حَسِبَ یَحْسِبُ کے علاوہ باقی چاروں بابوں سے آتا ہے۔

مہموز العین:۔ فَتَحَ یَفْتَحُ، سَمِعَ یَسْمَعُ اور کَرُمَ یَکْرُمُ سے آتا ہے۔

مہموز اللام:۔ ضَرَبَ یَضْرِبُ، سَمِعَ یَسْمَعُ، حَسِبَ یَحْسِبُ اور کَرُمَ یَکْرُمُ سے آتا ہے۔

سوال: کیا مضاعف اور مہموز اکٹھے ہوسکتے ہیں؟

جواب: مضاعف میں صرف مہموز الفاء ہوتا ہے جیسے اَنَّ یَاِنُّ۔

سوال: کیا معتل اور مہموز اکٹھے ہوسکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں ایک فعل یا اسم معتل اور مہموز دونوں ہوسکتا ہے لیکن اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثال مہموز الفاء نہیں ہوسکتی اجوف مہموز العین نہیں ہوسکتا اور ناقص مہموز اللام نہیں ہوسکتا۔ یعنی جس جگہ حرف علت ہوگا وہاں ہمزہ نہیں ہوگا اسی طرح لفیف مقرون میں صرف فاء کلمہ کی جگہ ہمزہ ہوسکتا ہے اور لفیف مفروق میں صرف عین کلمہ کی جگہ ہمزہ ہوسکتا ہے۔

سوال: ہمزہ لکھنے کی کیا کیا صورتیں ہیں؟

جواب: اگر ہمزہ شروع میں ہو تو ہر حال میں الف کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے اَبٌ، اُمٌّ، اِبِلٌ۔ کیونکہ الف خفیف ہوتا ہے اور ابتداء میں حرکت ڈالنے کے سلسلہ میں کاتب قوی ہوتا ہے۔

نمبر۲ ہمزہ درمیان میں ہو اور ساکن ہو تو اس صورت میں ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کی شکل میں لکھا جائے گا جیسے رَأْسٌ، لُؤْمٌ، ذِئْبٌ وغیرہ۔

نمبر۳ ہمزہ درمیان میں ہو اور ساکن ہو تو اس صورت میں ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے سَئَالَ، لَئُمَ، سَئِمَ وغیرہ ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ اس کی اپنی حرکت کا علم ہو جائے۔

نمبر۴ ہمزہ کلمہ کے آخر میں ہو تو اس صورت میں ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت موافق حرف علت کی شکل میں لکھا جائے گا اس کی اپنی حرکت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ حرکت طرفیہ عارضی ہے۔ مثلاً قَرَاءُ۔ جَرُئُوْ، فَتِئَ وغیرہ۔

نمبر۵ ہمزہ آخر میں ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو اس صورت میں کسی بھی حرف کی شکل میں نہیں لکھا جائے گا کیونکہ ہمزہ کی اپنی حرکت عارضی ہے اور ماقبل ساکن ہے مثلاً خَبْءٌ، رِفْءٌ اور بُرْءٌ۔

ان مثالوں میں ہمزہ کی علامت لکھی گئی ہے کیونکہ یہ ہمزہ کی اصلی شکل نہیں ہے وہ حروف لین کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

♥♥♥

چوتھا باب

مثال کا بیان

سوال: مثال کی وجہ تسمیہ لکھیں؟

جواب: نمبرا: چونکہ معتل الفاء کی ماضی صحیح کی ماضی کی طرح ہوتی ہے یعنی اس میں تعلیل نہیں ہوتی اسی مماثلت کی وجہ سے اسے مثال کہتے ہیں۔

نمبر۲: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا امر اجوف کے امر کی مثل ہوتا ہے جیسے زَانَ یَزِیْنُ اور وَزَنَ یَزِنُ سے امر کا صیغہ "زِنْ" آتا ہے گویا معتل الفاء کا امر اجوف کے امر کے مثل ہے۔اس مثلیت کی بنا پر اسے مثال کہتے ہیں۔

سوال: مثال کتنے اور کون کون سے بابوں سے آتا ہے؟

جواب:

مثال پانچ بابوں سے آتا ہے صرف فَعَلَ یَفْعُلُ سے نہیں آتا البتہ بنو عامر کی لغت میں 'وَجَدَ یَجُدُ' فَعَلَ یَفْعُلُ سے آتا ہے ان کے نزدیک یَوْجُدُ سے واؤ کو گرایا گیا کیونکہ واؤ بھی ثقیل ہے اور اس کے بعد والے حرف پر ضمہ بھی ثقیل ہے لیکن دوسرے لوگ اس لغت کو ضعیف قرار دیتے ہوئے اس کا اعتبار نہیں کرتے اور یَعِدُ کی اتباع میں واؤ کو حذف کرتے ہیں اگرچہ وہ قاعدہ یہاں نہیں پایا جاتا یعنی واؤ، یاء اور کسرہ کے درمیان واقع نہیں ہوتی۔

سوال: کلمہ کے شروع میں واؤ اور یاء واقع ہو تو اُن کا کیا حکم ہے؟

جواب: کلمہ کے شروع میں واؤ اور یاء کا حکم وہی ہے جو حرف صحیح کا ہے یعنی تعلیل نہیں ہو گی جیسے وَعَدَ وُعِدَ ، وَقَرَ اور یَنَعَ وغیرہ۔

سوال: اس کی کیا وجہ ہے کہ ان حروف کے حرف علت ہونے کے باوجود تعلیل نہیں ہوتی ؟

جواب: اس کی دو وجوہات ہیں (۱) چونکہ ابتداء میں متکلم کو قوت حاصل ہوتی ہے لہٰذا وہ ثقل محسوس نہیں کرتا (۲) اعلال کی تین صورتیں ہیں۔ نمبر ۱ ساکن کرنا نمبر ۲ دوسرے حرف علت سے بدلنا نمبر ۳ حذف کرنا۔ یہ تینوں یہاں ناممکن ہیں کیونکہ سکون کی صورت میں ساکن سے ابتداء محال ہے اور اگر دوسرے حرف علت سے بدلا جائے تو وہ بھی عام طور پر ساکن ہوتا ہے لہٰذا اس صورت میں بھی ساکن سے ابتدا لازم آئے گی اور اگر اسے حذف کر دیا جائے تو ثلاثی مجرد میں قدر صالح سے حرف کم ہو جائیں گے اور ثلاثی مزید فیہ میں اگر چہ حروف کم نہیں ہوتے لیکن ثلاثی مجرد کی اتباع کی جائے گی۔

سوال: حرف علت کو گرا کر اس کی جگہ تاء کو لایا جا سکتا ہے جس طرح مصدر میں کیا گیا ہے؟

جواب: تاء لانے کی دو صورتیں ہیں اور دونوں صورتوں میں التباس لازم آتا ہے۔ اگر شروع میں تاء لائی جائے تو مضارع سے التباس لازم آئے گا ور اگر آخر میں لائی جائے تو مصدر سے التباس لازم آئے گا۔

سوال: آپ کے بیان کردہ ضابطہ کے مطابق مصدر کے شروع میں تار لگانے سے مضارع سے التباس لازم آتا ہے یہ صحیح نہیں کیونکہ تُکْلَانٌ میں تاء مصدر کے شروع میں لگائی گئی ہے۔

جواب: یہاں مضارع کے ساتھ التباس کا کوئی ڈر نہیں کیونکہ مضارع اس وزن پر نہیں آتا۔

سوال: کیا مصدر کے آخر میں لائی گئی تاء کو حذف کیا جا سکتا ہے؟

جواب:۔

سیبویہ کے نزدیک مصدر کے آخر میں لائی گئی تائے عوض کو حذف کرنا جائز ہے جیسا کہ ایک شعر میں ”واخلفوك عِدَ الامر الذی وعدوا“ یہاں پر عِدَ الامر میں عِدَۃٌ کی تا کو گرا دیا گیا۔ سیبویہ کی دلیل یہ ہے کہ کسی حرف کے عوض میں حرف لانا

جائز ہے۔ واجب نہیں لیکن فَرّا کے نزدیک حرف معوض بہ کو حذف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ حرف اصلی کے عوض میں آتا ہے۔ سیبویہ کی طرف سے پیش کی گئی مثال کا جواب فَرّا نے یوں دیا ہے کہ اضافت میں حرف عوض کو گرا سکتے ہیں کیونکہ مضاف الیہ اس حرف کا قائم بمقام ہو جاتا ہے الاقامۃُ ،والاستقامۃُ اور اس کی مثل صیغوں میں یہی حکم ہوگا یعنی اضاف کی وجہ سے عوض میں لایا گیا حرف گر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں اقامۃ الصلوۃ کی بجائے اِقَامِ الصلوۃ آتا ہے۔

سوال: ''وَعَدُتَ'' میں ادغام کیوں کیا گیا؟

جواب: وَعَدُتَّ میں چونکہ دال اور تاء قریب المخرج ہیں اس لیے دال کو تا سے بدل کر ادغام کرنا جائز ہے۔

سوال: "یَعِدُ" کی تعلیل بیان کریں؟

جواب: "یَعِدُ" اصل میں یَوْعِدُ تھا یاء کسرہ تقدیری ہے واؤ ضمہ تقدیری ہے اور اس کے بعد عین کے نیچے کسرہ حقیقی ہے چونکہ کسرہ تقدیری سے ضمہ تقدیری اور ضمہ تقدیری سے کسرہ حقیقی کی طرف خروج لازم آتا تھا اور عرب اسے ثقیل سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فِعُلُ' اور فُعِلُ' کے وزن پر کوئی لغت نہیں آتی۔ سوائے حِبُکُ' اور دُئِلُ' کے۔ لہٰذا واؤ کو گرا دیا۔

سوال: تَعِدُ اور اس کے اخوات میں یہ ثقل نہیں تھا پھر کیوں واؤ کو حذف کیا گیا؟

جواب: محض یَعِدُ کی اتباع کرتے ہوئے۔

سوال: "یَضَعُ" میں واؤ کو کیوں حذف کیا، جب کہ یہاں عین کلمہ مکسور نہیں بلکہ مفتوح ہے۔

جواب: یَضَعُ اصل میں یَوْضِعُ تھا عین کلمہ مکسور تھا لہٰذا ''یَعِدُ کی طرح یہاں بھی واؤ کو گرا دیا اب ''یَضِعُ'' ہوگیا چونکہ کسرہ بھی ثقیل ہے اور عین حرف حلقی بھی ثقیل ہے۔ لہٰذا

اس ثقل کو دور کرنے کے لیے کسرہ کو فتحہ سے بدلا تو یَضَعُ ہو گیا۔

سوال: یُوْعِدُ میں واؤ کو حذف کیوں نہیں کرتے؟

جواب: یُوْعِدُ جو اصل میں "یُاَوْعِدُ" تھا اس میں واؤ کو حذف نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ یہاں وہ سبب نہیں پایا گیا جو یَوْعِدُ میں تھا یعنی واؤ، یاء اور کسرہ کے درمیان واقع نہیں ہوئی۔

اسم آلہ مِیْعَدٌ، اصل مِوْعَدٌ، تھا۔ واؤ کسرہ کے بعد واقع ہوئی اسے یاء سے بدل دیا کیونکہ عربوں کے ہاں کسرہ اور واؤ ساکن کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو تو پھر بھی واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے قِنْیَةٌ، اصل میں قِنْوَةٌ، تھا۔ کسرہ اور واؤ کے درمیان نون کا رکاوٹ تھی پھر بھی واؤ کو یاء سے بدل دیا تو یہاں درمیان میں رکاوٹ بھی نہیں لہٰذا بدرجہ اولیٰ واؤ کو یاء سے بدلا جائیگا۔

♥♥♥